آئیے!
قادیانیت کو پہچانیں
تالیف
علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید
تلخیص و ترتیب
مولانا حافظ عبداللطیف اثری
استاذِ حدیث وفقہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو
ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

آیئے!

قادیانیت کو پہچانیں

تالیف

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

تلخیص وترتیب

مولانا حافظ عبداللطیف اثریؔ

استاذ فقہ وحدیث، جامعہ عالیہ عربیہ مئو

ادارہ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن

حرف مرتب

امت مسلمہ کے مسلمہ عقائد میں سے ایک عقیدہ ختم نبوت بھی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس عقیدہ پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک پوری دنیائے اسلام و جملہ مکاتب فکر اسلامی کے علماء متفق ہیں، ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی اتفاق ہے کہ آپ کے بعد جو بھی منصب رسالت کا دعویٰ کرے یا کسی کے لئے اسے مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

مگر بدقسمتی سے مسلمانوں ہی کی طرح نام اور شکل وصورت رکھنے والا ایک آدمی عرصہ پہلے پنجاب میں پیدا ہوا اور اس نے اس مسلمہ عقیدے کے خلاف لوگوں کو بہکانا شروع کیا اور مختلف قسم کی تاویلات کے ذریعہ اپنا ایک حلقہ بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ پہلے مسیح موعود پھر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر کچھ دنوں کے بعد خود مدعی نبوت بن بیٹھا۔ اس آدمی کو دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتی ہے۔

اللہ رحم فرمائے مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا عبدالحکیم، مولانا عبدالحق غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری پر جنھوں نے اس کے دام تزویر کو کترنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اس سے تقریری وتحریری مناظرہ ومباحثہ کیا (بحالت خواب نہیں بلکہ بحالت بیداری)۔ علماء کی تائیدی آراء سے اس کے خلاف فتوی جاری کیا۔ اور اسے اپنی غلطی کے تسلیم کرلینے پر مجبور کیا۔ اور مولانا عبدالحق غزنوی نے حافظ محمد یوسف مرزائی سے مباہلہ تک کیا جس کے نتیجے میں وہ مرزائیت ترک کرکے دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی تو ذلت کی موت مر کر اس دنیا سے چلا گیا مگر اس کے جانشین، معتقدین اب بھی اس کے پھیلائے ہوئے مذموم عقائد پر نہ صرف یہ کہ قائم ہیں بلکہ پوری جانفشانی کے ساتھ اس کی ترویج واشاعت میں بھی لگے ہیں، اور انہیں دنیا کے تمام اسلام دشمن تحریکوں کا تعاون اور بعض ممالک کی سرپرستی بھی حاصل ہے یہ معتقدین پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور انھوں نے پوری ہوشیاری سے اعلیٰ عہدہ بھی حاصل کر رکھا ہے۔ اور اس کی آڑ میں اپنی سرگرمیاں خفیہ طور پر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

لہٰذا اس باطل مذہب وتحریک کا پوری شدت سے مقابلہ واستیصال ہر اس مسلمان کی ذمہ داری ہے جو اللہ کو معبود برحق اور رسول کریم ﷺ کے رسول اور خاتم النبین ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

یوں تو رد قادیانیت میں ہمارے اسلاف کا کثیر وقیمتی سرمایہ موجود ہے۔ مثلاً اعلاء الحق

الصریح بتکذیب مثیل المسیح"، "غایۃ المرام"، "تائید الاسلام"، "الفتح الربانی علی القادیانی"، "مباحثۃ الحق الصریح فی اثباۃ حیاۃ المسیح"، "تائید آسمانی در رد نشان آسمانی" وغیرہ، لیکن ماضی قریب میں اس سلسلے میں جس نے سب سے زیادہ اس کی خطرناکی کو محسوس کیا وہ ضیغم اسلام علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ ہیں۔ آپ نے اپنی تقریروں وتحریروں کے ذریعہ قادیانیت کی بھرپور تردید کی اور ان کے زہریلے افکار، خیالات وعقائد کو خود انھیں کی کتابوں و دستاویزات کے ذریعہ طشت ازبام کیا۔ اخبارات وجرائد میں مضامین واداریے لکھے اور "مرزائیت اور اسلام" جیسی معرکۃ الآراء کتاب تالیف کی یہ کتاب دراصل اسی کتاب کی تلخیص ہے۔ اس کتاب میں قادیانیت کے عقائد کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اندرون خانہ کی بھی تلاشی لی گئی ہے۔ اس طرح یہ کتاب مزعومات قادیانیت کی واقفیت کے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

"مرزائیت اور اسلام" کے بعض مضامین جوابی اور وقتی وہنگامی تناظر میں لکھے گئے تھے۔ اور ہندوستان وموجودہ حالات میں ان کی اشاعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے، لہٰذا اس کتاب میں ان حصوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ کتاب کو مزید مفید ومؤثر بنانے کے لئے کچھ ذیلی عناوین کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جو بہر حال علامہ رحمہ اللہ کی تحریر ہی سے ماخوذ ہیں۔ کتاب کی تالیف کا جو مقصود تھا اسی مقصود کو کتاب کا نام "آیئے قادیانیت کو پہچانیں" رکھا گیا ہے۔ تاکہ نام ہی سے مصنف کا مقصد واضح ہو جائے۔

کتاب کی اس نہج پر طباعت کے اصل محرک عزیزان گرامی شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن مالکان مکتبہ الفہیم مئو، ہیں جو اپنے حسن معاملت، دینی ومسلکی حمیت اور بہتر کارکردگی کی بناء پر اسم بامسمیٰ کہلانے کے مستحق ہیں۔ ان کو جب بیرون ملک سے آنے والے بعض حضرات کے ذریعہ عقائد قادیانیت کی منصوبہ بند اشاعت کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اس کتاب کی تلخیص کی ضرورت محسوس کی تاکہ تھوڑے ہی وقت میں آسانی کے ساتھ اس تحریک کی خطرناکی سے واقفیت ہو سکے۔ کیونکہ یہ زہر پاشی اتنے خفیہ طریقہ سے مسلم وغیر مسلم ممالک میں ہو رہی ہے کہ عام آدمی کے لئے اسے محسوس کرنا بھی مشکل ہے۔

میں نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا اور کتاب طباعت کے مراحل سے گذر کر ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ کتاب پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے گی اور اپنے مقصد کی تکمیل کرے گی۔

عبد اللطیف اثری

استاذ حدیث وفقہ، جامعہ عالیہ عربیہ، مئو

مرزائیت

حقیقت کے آئینے میں

قادیانیت ان باطل مذاہب میں سے ہے جن کی تکوین ہی اس خاطر کی گئی ہے کہ مسلم قوتوں کو زک پہنچائی جائے، اسلام کے ڈھانچے میں رخنے پیدا کئے جائیں اور اس کے افکار و نظریات کو نیست کیا جائے، لیکن اس صورت میں کہ کسی کو علم تک نہ ہو، کیونکہ تجربات اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب بھی کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للکار کر میدان میں مقابلہ کرنے کی جرأت کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا، بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام زیادہ آب و تاب سے چمکا اور اجاگر ہوا، اور اس کے نام لیوا اور زیادہ ولولے اور طنطنے کے ساتھ اس کے شیدائی اور فدائی بن گئے۔ یہود و نصاریٰ اور مکہ کے مشرکوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، کہ وہ اسلام کی منزلت، مرتبے اور شان کو کم کر دیں، لیکن اس کی رفعتوں، پر شکوہ بلندیوں اور ناقابل شکست عظمتوں کے سامنے ان کا کوئی بس نہ چل سکا اور سوائے محرومیوں کے داغوں اور ناکامیوں کے دھبوں کے انھیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس مضبوط چٹان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت و طاقت کے باجود اپنے ہی سر کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکے، جس طرح کہ کفار مکہ اور یہود یثرب اس کے ابتدائی ایام میں اپنے سر پھوڑ چکے تھے اور اگر کسی نے علمی میدان میں مناظرات و مناقشات کے ذریعہ اس سے پنجہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کے نتیجہ میں اس کی حسرتوں کا خون ہونے سے نہ رہ سکا اور پھر اعدائے اسلام نے ترغیب و تحریص اور تہدید و تخویف کے حربے بھی آزما کے دیکھ لئے، لیکن نامرادیوں نے تب بھی دامن نہ چھوڑا اور اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پھلتا پھولتا اور پھیلتا ہی چلا گیا، راستے کی رکاوٹیں اور بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مزاحم نہ ہو سکیں اور پھر ناامیدیوں نے ڈیرے ڈال دیے اور وہ اسلام کو زک دینے، سیلاب نور کے سامنے بند باندھنے، سورج کی روشنی کو ڈھانپنے اور

چھپانے سے مایوس ہو گئے۔ جزیرۂ عرب کے مشرکوں، مصر و شام اور روم و یونان کے عیسائیوں اور قریظہ و خیبر کے یہودیوں نے اس کا خوب خوب تجربہ کیا اور پھر اس کو اپنے وقت میں ہندوؤں، بدھ مت کے پیروؤں، آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دہرا کر دیکھا اور سب نے دیکھ لیا کہ یہ وہ چٹان ہے جسے نہ صرف یہ کہ پاش پاش کرنا ناممکن ہے، بلکہ اسے چھیدنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں، ان تلخ و ترش تجربات سے دشمنانِ دین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے بندوں ٹکر لینا اپنی موت کو دعوت دینا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت ہوتی ہے اور ان کی غیرت و حمیت کو ٹھیس لگتی ہے، اس لیے انھوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوتِ مبارزت نہ دی جائے بلکہ ہمیشہ اسے مخفی سازش اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جائے، دھوکے اور منافقت کی تکنیک کو اپنایا جائے، اسلام کے نام لیواؤں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تیار کیے جائیں اور اس طرح بتدریج اسلام کے افکار پر چھاپہ مارا جائے، اور اس کی حقیقی تعلیم کو مٹایا جائے اور بالآخر اس کے وجود کو ختم کر دیا جائے۔

اسی پلان (Plan) اور تخطیط کے تحت قادیانیت کا وجود عمل میں لایا گیا، چنانچہ پہلے پہل یہ ایک اسلامی فرقہ کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی اور بڑی چابک دستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکار و خیالات کا مسلمانوں میں پرچار کرنے لگی کہ عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہو سکا، پھر آہستہ آہستہ اور باقاعدہ ترتیب کے ساتھ کچھ اندرونِ خانہ باتوں کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ چند ''بیوقوف'' اور کچھ ''غرض مند'' اچھی طرح جال میں پھنس گئے ہیں اور اب ان کے لئے فرار کا کوئی چارہ نہیں رہا، تو اچانک اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقفیت کی بناء پر وابستگی اختیار کئے ہوئے تھے اور جن کے سینے میں ہنوز ایمان کی کوئی کرن باقی تھی، اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پریشانی کا اظہار کر کے چھوڑ گئے اور بہت سے ''جاہل''، ''فریب خوردہ'' اور ''خود غرض'' دین اسلام اور محمد عربی ﷺ سے رشتہ توڑ کر قادیانیت

اور متنبّی ہندی سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔

یہیں سے قادیانیوں نے اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارے پر ان تمام مراحل کو اپنی تبلیغ اور پروپگنڈے کی بنیاد بنالیا، کہ پہلے پہل تو مرزا غلام احمد کو مجدد کہیں، پھر مسیح اور رسول اللہ اور آخر میں تمام انبیاء سے افضل و برتر نبی، تا کہ عام مسلمانوں کو فریب کا شکار بنایا جاسکے اور اسلام کے حقائق کو مسخ کیا جاسکے، اس لیے ضرورت تھی کہ ان کے اصل عقائد لوگوں کے سامنے رکھے جائیں، تا کہ ان پر ان کی حقیقت آشکارا ہو۔ چنانچہ ہم ان کے حقیقی معتقدات کو انھی کی کتابوں اور انھی کی عبارات میں پیش کررہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو اور بعض ناواقف قادیانیوں کو مرزائیت کی اصل صورت نظر آسکے گی اور انھیں علم ہوسکے گا کہ یہ لوگ کس قدر چالاک، منافق اور مفسد ہیں اور کس طرح یہ بے دریغ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

مسلمانوں کے عقائد

بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر قسم کے عیوب وانفعالات بشریہ سے پاک اور منزہ ہے، نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے۔ وہ تشبیہ و تجسیم سے مبرا ہے، اسی طرح ان کا عقیدہ ہے کہ محمد اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، رسالتیں ان پر ختم ہوگئیں، وحی ان پر منقطع ہوگئی، ان کی کتاب آخری کتاب، ان کی امت آخری امت اور ان کا دین آخری دین ہے، اور جو کوئی بھی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور مفتری ہوگا، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (سورۃ الاحزاب:۴۰)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں“

اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (سورۃ المائدۃ:۳)

''آج میں نے مکمل کردیا تمہارے لیے تمہارا دین (ناقص نہیں رکھا کہ اور کو بھیج کر اس کی تکمیل کروں) اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کردیا اور تمہارے دین اسلام کو پسند کرلیا (کہ اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں رہی)'' اور ناطقِ وحی نے فرمایا کہ: مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اَحْسَنَ بُنْيَانَهٗ ترکَ منهُ مَوْضَعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ به النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهٖ الامَوْضَعِ تلك اللبنه، ختم بی البنيان و ختم بالرسل و فی رواية فانا اللبنة و انا خاتم النبيين. (بخاری ومسلم)

''میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسی ایک محل کی کہ اسے بڑا خوبصورت بنایا گیا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی گئی ہو دیکھنے والے اسے دیکھیں اور اس کی خوبصورتی وسجاوٹ کی توصیف وتعریف کریں، ماسوائے اس جگہ کے کہ جس میں ایک اینٹ لگنا باقی ہے۔ پس میرے ساتھ اس جگہ کو پر کردیا گیا اور اب اس محل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ بناء میرے ساتھ مکمل کردی گئی اور رسولوں کی ترسیل مجھ پر ختم کردی گئی، اور دوسری روایت میں فرمایا، میں ہی وہ محل کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ اور آپ کی امت آخری امت ہے'' کیونکہ آپ نے فرمایا ہے: انا آخرُ الاَنْبِيَاءِ و اَنْتُمْ آخرُ الاُمَمِ. (ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، مستدرک حاکم)

''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو''۔ نیز فرمایا: لا نبيَ بعدی و لا امة بعدکم. (مسند احمد)

''میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہیں''۔ اور ایک روایت میں فرمایا: لا امة بعد امتی. (طبرانی وبیہقی)

''میری امت کے بعد کوئی امت نہیں''

اسی طرح امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا اور یہ عبادات میں سے افضل ترین عبادت اور حسنات میں سے اعلیٰ ترین نیکی ہے، نیز ان کا

عقیدہ ہے کہ دنیا کا کوئی شہر اور کوئی بستی رسول اللہ ﷺ کے مولد مکہ مکرمہ اور رسول اللہ ﷺ کے مدفن مدینہ منورہ کے ہم پلہ نہیں اور دنیا کی کوئی مسجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے ہم پایہ نہیں اور نہ ان سے منزلت و مرتبہ میں بڑھ سکتی ہے۔ یہ تو ہیں مسلمانوں کے عقائد! لیکن قادیانیوں کے عقائد یہ ہیں:

ذات خداوندی مرزائی عقائد کی رو سے

اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے، اور نماز پڑھتا ہے، سوتا ہے اور جاگتا ہے، لکھتا ہے اور دستخط کرتا ہے، یاد رکھتا ہے اور بھول جاتا ہے، مجامعت کرتا ہے اور جنتا ہے۔ اس کا تجزیہ ہوسکتا ہے، اسے تشبیہ دی جاسکتی ہے اور اس کی تجسیم جائز ہے۔ (العیاذ باللہ)

چنانچہ قادیانی نبی مرزا غلام احمد کہتا ہے 'مجھ پر وحی نازل ہوئی': قال لی اللہ انی اصلی و اصوم و اصحو و انام (البشریٰ، ج ۲،ص ۹۷)

''مجھ سے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی''۔ یہ ہے مرزائی عقیدہ اور قادیانی نبی کی وحی والہام، مگر وہ کلام حق جسے الٰہ الحق نے نبی برحق پر بذریعہ رسول امین نازل کیا وہ یوں ہے: اَللّٰهُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ. (سورۃ البقرۃ)

''اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ جوحی اور قیوم ہے۔ جو نہ اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ آسمان اور زمین جس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ جس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔ جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور جس کے علم کا کوئی دوسرا احاطہ نہیں کرسکتا''۔ اور رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ان اللہ لا ینام و لا ینبغی لہ

ان ینام (مسلم، ابن ماجہ، دارمی)

''نہ خدا سوتا ہے اور نہ ہی سونا اس کے لیے روا ہے''۔ اسی طرح باری تعالیٰ اپنا وصف بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں: قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (التحریم:۱۲)

''میں ہر چیز کا علم رکھتا ہوں اور مجھ سے کوئی شے مخفی نہیں'' اور فرمایا: ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ (الحشر:۲۲)

''اللہ وہی ہے جس کے علاوہ کوئی مالک وخالق نہیں جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں قسم کی اشیاء کا علم رکھتا ہے''۔ اور فرشتوں کی زبانی کہا: وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَہٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَ مَاکَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا. (مریم:۶۴)

''کہ ہم تیرے رب کے علم کے بغیر آسمانوں سے نہیں اترتے کہ اس کے لئے ہے جو ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں''۔ اور بزبانِ موسیٰ علیہ السلام فرمایا: لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسٰی (طٰہٰ:۵۲)

''نہ بھٹکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے''۔

قادیانیوں کے نزدیک خدا غلطی بھی کرتا ہے

لیکن قادیانی اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا غلطی بھی کرتا ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے، اور یہ بدیہی بات ہے کہ غلطی جہل اور نسیان کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ پناہ بخدا باری تعالیٰ جاہل اور مبتلائے نسیان ہے۔ چنانچہ قادیانی کے اپنی عربی الفاظ ہیں: قال اللّٰہ انی مع الرسول اجیب أخطی و أصیب انی مع الرسول محیط.

(البشریٰ، ج۲، ص۷۹)

''خدا نے کہا ہے کہ میں رسول کی بات قبول کرتا ہوں، غلطی کرتا ہوں اور صواب کو پہنچتا ہوں، میں رسول کا احاطہ کیے ہوئے ہوں'' نیز گوہر افشاں ہے: ''ایک دفعہ میں نے کشف کی

حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت سے کاغذات رکھے، تاکہ وہ ان کی تصدیق کردے اور ان پر اپنے دستخط ثبت کردے۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کردیے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ (مرزا قادیانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر پڑے اور جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبداللہ کے کپڑوں کو سرخی کے قطروں سے تر بہ تر دیکھا اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا، اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی، اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی''۔ (تریاق القلوب، ص۳۲وحقیقۃ الوحی، ص۲۵۵، مصنفہ مرزائے قادیانی)

ایک اور مقام پر بھی قادیانی امت کا آقا و مولیٰ خالق و متعال کو، کہ وہ تشبیہ سے مبرا ہے، تیندوے سے مشابہت دیتے ہوئے ذات باری سے مذاق کرتا ہے: ''ہم تخیلی طور پر فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر، اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے۔ تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں، جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں'' (توضیح المرام، ص۷۵، مصنفہ مرزا غلام احمد)

اور اس طرح خداوند کریم کے اس قول کی تکذیب کی جاتی ہے۔ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ (الشوریٰ:۱۱)

''نہیں ہے اس طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا''۔

ایک انتہائی غلط عقیدہ:

اور اس سے بھی بڑھ کر قادیانی، کتاب اللہ، سنت رسول اور تمام اسلامی ادیان کے بالکل برعکس یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں: ''اللہ مباشرت و مجامعت بھی کرتا ہے، اور وہ اولاد بھی جنتا ہے'' اور

اس سے عجیب تر کہ: ''خدا نے ان ہی کے نبی مرزائے غلام سے مباشرت ومجامعت کی اور پھر نتیجتاً پیدا بھی وہی ہوئے، یعنی: ۱- مرزا قادیانی ہی سے جماع کیا گیا، ۲- اور وہی حاملہ ٹھہرے، ۳- اور پھر خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا بھی ہوئے'' اب ذرا قادیانیوں ہی کی زبان سے سنئے- قاضی یار محمد قادیانی رقمطراز ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا''

(اسلامی قربانی، ص۴۳، مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی)

اور خود مرزائے قادیان کہتا ہے- ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا- اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا- پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا''-

(کشتی نوح، ص ۴۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور پھر: ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ کے ساتھ حاملہ ہوئی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصداق ہوں- وَ مَرْيَمَ ابْنَةَ عِمْرَانَ الَّتِىٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِن رُّوْحِنَا ''میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا''-

(حاشیہ ''حقیقۃ الوحی'' ص ۳۳۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور اسی بناء پر قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ: ''غلام احمد خدا کے بیٹے ہیں، بلکہ عین خدا ہی ہیں''- چنانچہ متنبّی قادیان کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے کہا ہے: انت من ماء نا و هم من فشل. (انجام آتھم'' ص ۵۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

''تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے'' اور اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے: اسمع یا ولدی (البشریٰ، جلد ۱، ص ۴۹)

''سن اے میرے بیٹے''- اور فرمایا: یا شمس یا قمر انت منی و انا منك.

(حقیقۃ الوحی، ص ۷۳)

''اے سورج اے چاند! تو مجھ سے ہے، میں تجھ سے''۔ اور خدا نے فرمایا کہ: ''میں تیری حفاظت کروں گا، خدا تیرے اندر اتر آیا، تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے''۔ (کتاب البریۃ، ص۷۵)

اور ایک مقام پر تو یہاں تک کہہ دیتا ہے: ''میں نے خواب میں دیکھا، کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں''۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، مصنفہ مرزا قادیانی)

اور: انت منی بمنزلۃ بروزی۔ (وحی مقدس، ص۵۴۵)

''تو مجھ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوگیا، یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہوگیا۔ یہ ہیں، خدائے ذوالجلال کے بارے میں قادیانی عقائد۔ سُبۡحَانَہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوۡنَ (سورۃ انعام)

''اللہ ان صفات سے منزہ اور پاک ہے جن سے وہ متصف کرتے ہیں''۔ درآں حالیکہ باری تعالیٰ نے اپنے کلام میں صراحتاً ان عقائد باطلہ کی تردید کردی ہے، ارشاد خداوندی ہے۔
قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌo اللّٰہُ الصَّمَدُo لَمۡ یَلِدۡ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡo وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌo (سورۃ اخلاص)

''تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور جس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔ اور فرمایا: لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ۔ (سورۃ المائدہ:۱۷۸)

''تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے مسیح ابن مریم کو خدا کہا''۔ اور فرمایا: یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الۡحَقَّ۔ اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلۡقٰہَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡہُ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَۃٌ اِنۡتَہُوۡا خَیۡرًا لَّکُمۡ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبۡحٰنَہٗۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا۔ (نساء:۱۷۱)

''اے کتاب والو! اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور اللہ کے بارے میں سچی بات کے علاوہ اور کچھ مت کہو، نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر اللہ کے رسول اور اس کے کلام، جس کو مریم کی طرف ڈالا

اور روح اس کے ہاں کی، سو اللہ کو مانو اور اس کے رسولوں کو اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں، اس بات کو کہنے سے رک جاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے، اس کو لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو، زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے اور کافی ہے، اللہ کارساز ہے"۔ نیز ارشاد فرمایا: قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصَارٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ (سورۃ التوبۃ:۳۰)

"یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں (حقیقت سے جن کا کوئی تعلق نہیں) جیسے پہلے کافروں کی ریس میں کہہ رہے ہیں۔ خدا کی مار ہو ان پر۔ یہ کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں"۔

ہم بھی قادیانیوں کو ان عقائد پر اس کے سوا کچھ نہیں کہتے: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

عقیدۂ ختم نبوت

دوسرا بنیادی عقیدہ جو مسلمانوں سے انھیں نمایاں طور پر الگ امت قرار دیتا ہے، وہ عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ: نبوت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم نہیں ہوئی، بلکہ آپ کے بعد بھی جاری ہے، چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ ثانی میاں محمود احمد رقمطراز ہے:

"ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لیے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا"۔ (الفضل قادیان، ۱۲، ۱۹۲۵ء)

اور "انھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی تو کیا میں کہتا ہوں ہزار نبی ہوں گے"۔ (الفضل قادیان، ۱۲ر مئی ۱۹۲۵ء)

نیز اس سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے تو جواب میں کہا: "ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے، اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے"۔ (انوار خلافت، ص ۶۲، مصنفہ مرزا محمود احمد، الفضل، ۲۷ر فروری ۱۹۲۷ء)

حالانکہ اس کج فہم کو یہ بھی علم نہ ہوسکا کہ خود حضور اکرم ﷺ نے تمام بیماریوں کی نشاندہی فرما کر ان کا علاج تجویز کر دیا ہے، اس لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں، کہ وہ آئے اور امراض کی تشخیص وعلاج کرے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان گرامی کا بھی یہی معنیٰ ہے۔ کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی آخر و انه لا نبی بعدی و سیکون الخلفاء فیکثرون۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، احمد)

''کہ بنی اسرائیل کی نگہداشت انبیاء کی ذمہ داری تھی، جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا، دوسرا اس کی جگہ لے لیتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے نائبین کثرت سے ہوں گے۔'' یعنی یہ ذمہ داری کہ ہر دور میں اسلام کی نشر واشاعت اور دین حنیف کی سربلندی کے لیے کام کیا جائے اور قوم کو ان غلطیوں پر ٹوکا جائے جن پر سرور کائنات ﷺ نے نکیر فرمائی ہے، حضور اکرم ﷺ کے نائبین پر عائد ہوتی ہے، اور آپ کے حقیقی نائبین علماء ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، آپ نے فرمایا: ان العلماء ورثة الانبياء . (بخاری، ترمذی۔)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔'' اور رب کریم نے بھی کلام حکیم میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۔ (سورۃ توبہ، آیت:۱۲۲)

''اور کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ، تا کہ سمجھ پیدا کریں تا کہ دین میں اور تا کہ خبر پہنچا دیں اپنی قوم کو جب پھر پاویں ان کی طرف، شاید وہ بچتے رہیں۔'' (ترجمہ شاہ عبدالقادر)

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزائیوں نے اس نظریئے کو کہ: ''جب تک فساد باقی ہے نبی کی ضرورت باقی ہے'' صرف مرزا غلام احمد کی نبوت کے اثبات کے لیے فروغ دیا ہے وگرنہ وہ کونسا فساد ہے جس کی مرزا غلام احمد نے اصلاح کی ہے، جب کہ وہ خود سرچشمۂ فساد اور منبع شر ہے۔ اور یہ نہیں کہ اس عقیدہ کی اختراع مرزائیوں کے سر ہے خود مرزا غلام احمد کا یہ نظریہ نہ تھا، بلکہ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ: ''انعام خداوندی ہے کہ انبیاء آتے رہیں اور ان کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ اور یہ اللہ کا قانون ہے، جسے تم توڑ نہیں سکتے'' (ملخص از لیکچر سیالکوٹ، ص ۲۲)

اور پھر جب باب نبوت (اگر چہ نبوت کا ذبہ ہی سہی) کھل گیا تو اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والا خود مرزا غلام احمد ہی تھا، اس لیے مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نہ صرف نبی اللہ اور رسول اللہ ہے، بلکہ تمام انبیاء ومرسلین سے افضل واعلیٰ بھی ہے اور فخر الاولین و الآخرین کے لقب سے ملقب بھی ہے۔ چنانچہ خود قادیانی اپنے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تمہ حقیقۃ الوحی، ص ۲۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا اور خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر سال تک رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے''۔ (چشمۂ معرفت، ص ۳۱۷ للغلام القادیانی)

اور مرزائی جریدے ''الفضل میں تو صاف طور پر لکھ دیا گیا: ''حضرت مسیح موعود'' مرزا غلام احمد'' من حیث النبوت ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے، جن معنوں میں آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لیے جاتے ہیں۔'' (اخبار ''الفضل'' قادیان، مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

اور اسی اخبار میں مسلمانوں کے نام ایک اپیل بھی شائع ہوئی: ''اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بر وتقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ (غلام) وہی

فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔" نعوذ باللہ من ذلک (اخبار "الفضل" قادیان ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء)

اور مرزا غلام احمد کا بڑا فرزند اور مرزائیوں کا رہنما مرزا بشیر احمد "کلمۃ الفصل" میں لکھتا ہے:

"غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (غلام قادیان) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں "یا ایہا النبی" کے الفاظ سے مخاطب کیا۔" ("کلمۃ الفصل" مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، قادیان، ص ۱۱۴، ج ۱۴)

اور میں نے ایک مستقل مقالہ میں مرزائی تحریروں سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد تمام انبیاء و رسل بشمول سرور کونین ﷺ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

متنبّی قادیان بنفسہ لکھتا ہے: و اٰتانی مالم یوت احد من العالمین۔

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی، ص ۸۴، غلام قادیانی)

"کہ مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی" اور:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفان نہ کمترز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

("درثمین" غلام احمد قادیانی)

مرزا پر نزول جبریلؑ

وہ عقائد جو مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ اور جدا کرتے ہیں، ان میں سے تیسرا عقیدہ مرزا غلام احمد پر جبریل امین علیہ السلام کے نزول کا بھی ہے، کیونکہ تمام مسلمانوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات علیہ السلام کے ملاء اعلیٰ کے پاس منتقل ہو جانے کے بعد جبریلؑ امین کسی کے لیے وحی لے کر نازل نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے۔ ادھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ اور مرزا

غلام احمد کا فرزند مرزا محمود کہتا ہے: ”میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی، میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا، وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے، اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبریل نازل نہیں ہوتا، میں نے کہا، یہ غلط ہے، میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے، مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبریل نہیں آتا، کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے، ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے، اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا، آپ نے فرمایا، کتاب میں غلط لکھا ہے، جبریل اب بھی آتا ہے۔ (الفضل قادیان، مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۲۲ء)

اور خود مرزا غلام احمد رقمطراز ہے: ”آمد نزد من جبریل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود مرا و اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔“ (مواہب الرحمٰن، ص ۴۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

”یعنی میرے پاس جبریل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا، پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے“۔ اور مرزائی صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ جبریل امین علیہ السلام مرزا غلام احمد پر نازل ہوتے تھے، بلکہ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ وہ وحی یا کلام ربانی لے کر نازل ہوتے۔ بالکل اسی طرح کی وحی اور اسی طرح کا کلام جس طرح کا سرور عالم ﷺ پر نازل ہوا کرتا تھا، اس لیے غلام قادیان پر نازل شدہ وحی کو ماننا بھی اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح قرآن حکیم ماننا ضروری تھا۔

چنانچہ مرزائی قاضی یوسف قادیانی لکھتا ہے: ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) اپنی وحی، اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے، کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے، ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا، جبکہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔

یہ شان بھی صرف انبیاء کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا غلام

احمد) علیہ الصلوۃ والسلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ (مرزا غلام احمد) کی نبوت کی دلیل ہے۔''

(النبوۃ فی الالہام، ص ۲۸، قاضی محمد یوسف قادیانی)

اور خود غلام قادیان کہتا ہے: ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی، ص ۲۱۱)

نیز: ''مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر''۔

(تبلیغ رسالت، ج ۶، ص ۶۴، مصنفہ غلام احمد)

اور مرزائیوں کا نامور مبلغ جلال الدین شمس مرزا غلام احمد کے دعاوی واقاویل کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے: ''ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے، جیسا کہ قرآن مجید تورات اور انجیل کا ہے۔'' (منکرین صداقت کا انجام، ص ۴۹، مصنفہ جلال الدین شمس)

مرزائیوں کے اساسی عقائد

چونکہ مرزائی مرزا غلام احمد کے ہفوات کو کلام الٰہی کا درجہ دیتے اور قرآن حکیم کے مماثل قرار دیتے ہیں۔ اس وجہ سے انھوں نے اس نظریہ کو عقائد اساسی میں داخل کرلیا ہے کہ ہر وہ حدیث رسول ہاشمی علیہ السلام جو مرزا غلام احمد کے مخالف ہو مردود اور غیر صحیح ہے، اگر چہ وہ بالذات صحیح ہی کیوں نہ ہو اور اس کے برعکس اگر کسی موضوع حدیث سے بھی مرزا غلام احمد کے کسی قول کی تصدیق ہوتی ہو تو وہ حدیث صحیح اور مقبول قرار پائے گی۔ چنانچہ مرزا محمود گوہر افشاں ہے:

''مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت کے منہ سے نہیں سنی۔ پس سچی حدیث اور مسیح موعود کا قول مخالف نہیں ہوسکتے۔'' (اخبار ''الفضل'' قادیان مورخہ ۲۹/اپریل ۱۹۱۵ء)

اور انہی کے اخبار ''الفضل'' کے ۲۹/اپریل ۱۹۱۵ء کے شمارہ میں یہ بھی شائع ہوا کہ: ''ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے کہ احادیث، جنھیں ہم نے اپنے محدود ناقص علم سے صحیح سمجھا ہے، ان کے مقابلہ میں مسیح موعود (غلام قادیانی) کی وحی رد کردینے کے قابل ہے، اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا، کہ اس طرح تو اسے مسیح موعود کے دعاوی صادقہ سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعوے کا صدق الہامات کے ذریعہ، پیش گوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کردیا تو پھر ہم نے آپ کو عدل و حکم مان لیا اور جس حدیث کو آپ (مرزا غلام احمد) نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کرلیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے وہ چھوڑ دی، کیونکہ حدیث تو راویوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں آنحضرت ﷺ نے درحقیقت کیا فرمایا مگر خدا کا زندہ رسول (غلام قادیانی) جو ہم میں موجود تھا، اس نے خدا سے یقینی علم پاکر امر حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے، اس لیے کہ جو باتیں ہم نے مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) سے سنیں، وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں جسے حدیث نبی بتایا جاتا ہے۔'' (اخبار ''الفضل'' قادیان ۲۹/اپریل ۱۹۱۵ء)

اور مرزا کے دوسرے خلیفہ اور غلام احمد کے فرزند مرزا محمود نے تو قادیان میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں یہاں تک کہہ دیا:

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اس کے ذریعہ ملتا ہے، یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لیے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے، یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) نے پیش کیا، اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود

کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے، اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لیے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔

اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہیں رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے، حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے، جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے تو اس طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔" (خطبہ جمعہ مرزا محمود مندرجہ الفضل، مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۲۴ء)

قرآن کے بارے میں مرزائی عقائد

ان مرزائی عقائد کے بیان سے مقصود اس بات کو آشکار کرنا ہے کہ ان کا اور ان کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ بہت سے جدید تعلیم یافتہ حضرات اور بے خبر لوگ حتیٰ کہ بعض مرزائی بھی اس بات سے لاعلم ہیں کہ مرزائی معتقدات اور اسلامی عقائد میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں، بہر حال اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے اور قرآن پاک اس ضابطہ حیات اور دین کا اکمل مجموعہ ہے اور جس طرح اسلام کے بعد کسی اور دین کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن مجید کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں۔ یہ وہ آخری کتاب ہدایت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں سے بنی نوع انسان کے لیے نازل کی ہے۔

اس کے برعکس مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غلام احمد پر اسی طرح کتاب نازل ہوئی جس طرح اولی العزم رسولوں پر نازل ہوتی رہی، بلکہ جو کچھ غلام قادیانی پر نازل ہوا وہ اکثر انبیاء پر

نازل شدہ کتب اور صحیفوں سے زیادہ ہے، اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کتاب کی تلاوت اسی طرح ضروری ہے جیسے پہلے آسمانی کتابوں کی تلاوت لازمی اور ضروری تھی اور جس طرح کہ تمام سماوی کتب کے مخصوص نام ہیں مثلاً تورات، زبور، انجیل اور قرآن، اسی طرح غلام قادیان پر اترنے والی کتاب کا بھی ایک مخصوص نام ہے اور وہ ہے ''کتاب مبین'' اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن قادیانی، قرآن مجید کی طرح ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس کے بیس پارے یا اجزاء ہیں، چنانچہ مرزائی پرچہ ''الفضل اسی بارے میں رقمطراز ہے کہ:

''ان (مرزا غلام احمد) کا نزول الیہ من ربہ بہ برکت حضرت محمد ﷺ و قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ماانزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔

(''الفضل'' قادیان مورخہ ۱۵؍فروری ۱۹۱۹ء)

اور قاضی محمد یوسف قادیانی لکھتا ہے: ''خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام (غلام قادیان) کے بہیئت مجموعی الہامات کو ''الکتاب المبین'' فرمایا ہے جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعۂ الہامات کو الکتاب المبین کہہ سکتے ہیں۔ پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشرات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے، اور حضرت ''غلام احمد قادیانی'' صاحب کے مجموعۂ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں ''الکتاب المبین'' کے نام سے موسوم کیا ہے، پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں ولو کرہ الکافرون ''اگرچہ کافر اسے ناپسند ہی کریں''۔

(النبوۃ فی الالہام، ص ۴۳، ۴۴۔ مصنفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

اور خلیفہ قادیانی مرزا محمود نے عید کا خطبہ دیتے ہوئے کہا: ''حقیقی عید ہمارے لیے ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الٰہی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا دودھ پیتے ہیں۔ وہ سرور اور

لذت جو مسیح موعود (مرزا) کے الہاموں کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کسی اور کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہوسکتی ہے۔ جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا، مگر جو پڑھا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے، خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا، کیونکہ وہ سرچشمۂ امید سے دور ہوگیا۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے الہامات پڑھے۔ (الفضل، ۳۰/اپریل ۱۹۲۸ء)

اور خود مرزا قادیانی اپنی وحی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے، کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا''۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۳۹۱، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد صحابہ کے مانند ہیں

اور اسی بناء پر مرزائی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ان کا ایک الگ اور مستقل دین ہے، اور ان کی شریعت، شریعت مستقلہ ہے، نیز غلام احمد کے ساتھی صحابہ کی مانند ہیں اور اس کی امت ایک نئی امت ہے، چنانچہ مرزائی اخبار ''الفضل'' نے ایک بڑا مفصل مقالہ شائع کیا، جس میں تھا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کے لیے منتخب فرمایا اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا۔ اور حملہ آوروں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اسکا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا''۔ (''الفضل'' ۳/فروری ۱۹۳۵)

اور اسی اخبار نے شائع کیا: ''پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور (غلام قادیانی) کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا، صحابی کہا جائے''۔ (الفضل، ۱۳/ستمبر ۱۹۳۶ء)

اسی طرح خود مرزا غلام احمد نے اپنے بارے میں لکھا کہ: ''جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ در حقیقت سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا ہے۔'' (خطبہ الہامیہ، ص ۱۷۱، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

اس پر مرزائی اخبار ''الفضل'' حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''مرزا غلام احمد کی

جماعت حقیقت میں صحابہ کی جماعت ہے، جس طرح صحابہ حضور کے فیض سے متمتع ہوتے تھے، اسی طرح مرزا غلام احمد کی جماعت ان کے فیض سے متمتع ہوتی ہے۔" (الفضل، یکم جنوری ۱۹۱۴ء)

اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی نے اپنی جماعت کو ایسے افراد کی ملاقات پر انگیخت کرتے ہوئے کہا: "پھر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) کے صحابہ سے ملنا چاہئے، کئی ایسے ہوں گے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے، مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے کی، ان سے خاص طور پر ملنا چاہئے۔"

رہی بات امت کی تو خود مرزا غلام احمد اپنی امت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: "میری امت کے دو حصے ہوں گے، ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔"

(قول غلام قادیانی، منقول از اخبار "الفضل" قادیان، ۲۶/جنوری ۱۹۱۶ء)

اور اسی طرح وہ خود بھی اپنی الگ شریعت کا اقرار کرتا ہے: "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ اور میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰی "یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔" (اربعین نمبر ۴، ص ۷، مولف غلام قادیانی)

پچھلی تحریرات سے اس بات کو تو آپ نے جان ہی لیا ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور مرزائی عقائد میں کس قدر اختلاف اور تضاد ہے، اور کس طرح مرزائی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اور جدید امت ہیں جن کی اپنی شریعت، اپنی کتاب، اپنا دین اور خداوند تعالیٰ کے بارے میں اپنے مخصوص نظریات ہیں، اب ہم ان کے دیگر جداگانہ معتقدات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

❖

قادیان، مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے افضل ہے

اس وقت ہم مرزائیوں کے قادیان، یعنی اس بستی کے بارے میں جہاں متنبّی قادیانی پیدا ہوا عقائد کا ذکر کرتے ہیں، کہ ان کے نزدیک یہ بستی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین حرم ہے۔ اس میں شعائر اللہ ہیں اور وہاں تجلیات و برکات ربانی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسا قطعہ زمین بھی ہے جو حقیقتاً جنت کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں ایک ایسا مقبرہ ہے جہاں خود رسول اللہ ﷺ سلام پڑھتے ہیں، نیز مساجد قادیان، مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کا مقابلہ کرتی ہیں، بلکہ یہ خود پوری کی پوری بستی ہی مسلمانوں کے قبلہ و کعبہ کی ہمسر ہے۔ چنانچہ ایک دریدہ دہن مرزائی اخبار ''الفضل میں لکھتا ہے: ''قادیان کیا ہے، وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ قادیان خدا کے مسیح کا مولد، مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ، دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا، اس میں اس نے نشو نما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔'' (اخبار ''الفضل'' ۱۳؍ دسمبر ۱۹۲۹ء)

ایک دوسرا کذاب کہتا ہے: ''قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی، اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی، اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی، ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی، اس کی مساجد پر نور، موذن کی اذان پر نور، اسلام کے غلبہ کی تصویر شکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا، اسی منارہ سے وہی لا الٰہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔'' (الفضل، یکم جنوری ۱۹۲۹ء)

اور غلام قادیان کا فرزند اکبر ہرزہ سرا ہے: ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے، یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔'' (تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار ''الفضل'' ۱۱؍ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ایک اور دفعہ خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہتا ہے: ”یہ مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ناف کے طور پر بنایا ہے، اور اس کو تمام جہان کے لیے ام قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض دنیا کے اس مقدس مقام سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اس لیے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔ (الفضل ۳ر جنوری ۱۹۲۵ء)

نیز: ”خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے، اس لیے خدا تعالیٰ کے جو فیوض اور برکات یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود (غلام قادیانی) نے فرمایا ہے، جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔“ (انوار خلافت، ص ۱۱۷۔ مجموعہ تقاریر مرزا محمود احمد)

معراج کی رات حضور قادیان گئے تھے

اور مرزائی اخبار ”الفضل نے واضح طور پر لکھا کہ وہ مسجد اقصیٰ جس کی طرف سرور کائنات علیہ السلام معراج کی رات تشریف لے گئے وہ یہی مسجد ہے جو کہ قادیان میں ہے چنانچہ ”الفضل کی عبارت ہے۔ ”سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ“ کی آیات کریم میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ جیسے لکھا: اس معراج میں آنخضرت ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے، جو مسیح موعود (مرزا غلام) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنخضرت ﷺ کی طرف بطور موہبت ہے۔“

اور دجال قادیان بذات خود اس مسجد کو بیت الحرام سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے: بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (ومن دخلہ کان آمنا) اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔“

(براہین احمدیہ، ص ۵۵۸، مصنفہ مرزا غلام احمد)

اس لیے قادیان کے ناظر اعلیٰ نے اپنے مضمون ”تحریک ہجرت“ میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے

قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پر دار الامان کا خطاب بخشا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: و من دخله کان آمنا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمینیں بنانے کا وعدہ فرمایا ہے، اس لیے مخلص احمدیوں کو چاہیے کہ اس کی برکات روحانی وجسمانی سے متمتع ہونے کے لیے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لیے قادیان کی طرف خدمت دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں۔'' (مضمون ناظر قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل''، ۷ر مئی ۱۹۳۱ء)

اور پھر یہی وجہ تھی دجاجلہ کے اس گروہ کو یہاں تک جرأت ہوئی کہ انھوں نے کہا:

عرب نازاں تھے اگر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخرِ عجم ہے

(اخبار ''الفضل''، ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۲ء)

اور:

اے قادیاں، اے قادیاں　تیری فضائے نور کو!
دیتی ہے ہردم روشنی　جو دیدہ ہائے حور کو!
میں قبلہ و کعبہ کہوں　یا سجدہ گاہ قدسیاں!
اے تخت گاہِ مرسلاں　اے قادیاں اے قادیاں

(اخبار ''الفضل''، قادیان ۱۸ر اگست ۱۹۳۲ء)

اور تبھی تو غلام احمد کے بیٹے اور مرزائیت کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہا: ''یہ مقام (قادیان) وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لیے ام قرار دیا ہے، اور ہر ایک فیض دنیا کو اسی مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔'' اور ایک بدگو دریدہ دہن قادیانی غلام قادیان کی قبر کے بارے میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے: ''پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دار الامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں داخل نہ ہو۔ اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے، جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے، جسے (عیاذاً باللہ) افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم

النبیین نے فرمایا ”یدفن معی فی قبری“ اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے، اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں، جو رسول کریم ﷺ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں، کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔“ (صیغہ تربیت قادیان مشتہرہ اخبار ”الفضل“ ۱۸ر دسمبر ۱۹۲۲ء)

ایک اور دوسرے گستاخ نے تو تمام حدود کو پھاند دیا: ”آج تمہارے لیے ابوبکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود (مرزا) کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو، اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا، اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں ہو گے اور تمہارے لیے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(بہشتی مقبرہ کے افسر کا اعلان مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، مورخہ ۲ر فروری ۱۹۱۵ء)

قادیان ام القریٰ ہے

اور آخر میں مرزائیت کے دوسرے خلیفہ کی گل افشانی ملاحظہ کیجئے، وہ حقیقۃ الرؤیا میں رقمطراز ہے: ”قادیان ام القریٰ ہے جو اس سے منقطع ہوگا اسے کاٹ دیا جائے گا، اس سے ڈرو کہ تمہیں کاٹ دیا جائے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے، جبکہ قادیان کا دودھ بالکل تازہ ہے۔“ (حقیقۃ الرؤیا، ص ۴۵)

اس طرح اس جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکار نے مکہ اور مدینہ کی شان گھٹانے اور ان کی ہین و تحقیر کرنے کی سعی مذموم کی۔ اس مکہ مکرمہ کی کہ جس کی قسم خود رب عرش عظیم نے کھائی ہے اور جسے بلدۂ امین کا لقب دیا ہے، فرمایا: لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (سورۃ البلد، آیت ۱)

مجھے مکہ کی قسم ہے۔ اور فرمایا: وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (سورۃ والتین، آیت ۳)

اس امن والے شہر ”مکہ معظمہ کی قسم۔ اور اسے ام القریٰ کے نام سے یاد کیا، فرمایا: لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا (سورۃ انعام، آیت ۹۲۔ سورۃ شوریٰ، آیت ۷)

''اس کتاب کو ہم نے اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ بستیوں کی ماں مکہ مکرمہ اور اس کے پڑوس کی بستیوں کے باسیوں کو ڈرائیں''۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا حقیقی مرتبہ

اور مکہ وہ شہر مقدس ہے جس میں اللہ نے اس بیت عتیق کو بنایا کہ پوری دنیا کے مسلمان جس کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے اور جس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اسے بابرکت کے ساتھ ساتھ محترم بھی قرار فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ o فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔

(سورۃ آل عمران، ۹۶، ۹۷)

''بے شک وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے اور جسے برکت دی گئی ہے اور جو پوری دنیا کے لیے راہنما ہے، اس میں اللہ کے کھلے نشان ہیں، (ان میں سے) ایک مقام ابرہیمؑ ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہو جاتا ہے۔'' اور فرمایا: اِنَّمَآ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ ھٰذِہِ الۡبَلۡدَۃِ الَّذِیۡ حَرَّمَھَا (سورۃ نمل، آیت ۹۱)

''مجھ کو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ مکرمہ) کے رب کی عبادت کیا کروں جس نے اس (مکہ) کو محترم بنایا ہے۔

اور مکہ مکرمہ کی سرزمین وہی ہے جس کے بارہ میں صادق و مصدق رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَاللّٰہِ اِنَّکَ لَخَیۡرُ اَرۡضٍ وَاَحَبُّ اَرۡضٍ اِلَی اللّٰہِ

(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان)

''کہ اے مکہ تو بہترین جگہ اور اللہ کی آراضی میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔''

باقی رہا مدینہ تو یہ وہ مبارک شہر ہے، جسے شہر رسول ہاشمی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو محیط وحی بھی ہے اور منبع نور بھی۔ سرور کائنات کی ہجرت گاہ بھی ہے اور استراحت گاہ بھی، کہ دنیا کا

سب سے زیادہ برگزیدہ انسان اس کی گود میں محو خواب ہے۔ مدینہ وہ بستی ہے جس کا نام اللہ نے طیبہ رکھا، اور اس میں مرنے والے کے لیے رسول کریم ﷺ کی شفاعت کو اجازت بخشی اور اسے وبال اور طاعون کے داخلہ سے مصئون رکھا۔ اور جسے ناطق وحی رسول کریم ﷺ نے اسی طرح محترم قرار دیا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو محترم قرار دیا تھا، اور دنیا میں یہی ایک مقام ہے جسے اللہ کے نبی نے ایمان کا قلعہ کہا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ارشادات ہیں: ان اللّٰہَ سَمّٰی الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃً ۔ (بخاری و مسلم) ''اللہ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔ اور فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بالمدینۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان)

''جو مدینہ میں مرسکے وہ اس میں مرے کہ میں اس میں وفات پانے والے کے لیے قیامت کے دن سفارش کروں گا۔'' اور ارشاد فرمایا: علی انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یدخلھا الطاعون ولا الدجال۔ (بخاری و مسلم، مؤطا امام مالک، مسند احمد)

''مدینہ کے دروازوں پر اللہ کے فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہوسکتے۔'' نیز فرمایا: ان ابراھیم حرّم مکۃ و انی احرم ما بین لا بتیھا۔ (ترمذی)

''ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو محترم فرمایا تھا، اور میں مدینہ کو محترم قرار دیتا ہوں۔'' اور ارشاد فرمادیا: ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا۔

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد)

''ایمان مدینہ منورہ کی طرف اس طرح پناہ پکڑے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں پناہ ڈھونڈھتا ہے۔'' نیز یہ بھی کہہ دیا: المدینۃ تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مؤطا امام مالک، مسند احمد، سنن ابی داؤد الطیاس)

''مدینہ لوگوں کو اس طرح چھانٹ دیتا ہے جس طرح دھونکنی خراب لوہے کو خالص لوہے سے الگ کردیتی ہے۔''

یہ تو ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا اصل مقام اور ان کا حقیقی مرتبہ، لیکن آج مرزائی اسے

جھٹلانے اور کم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان مبارک اور متبرک مقامات کے مقابلہ میں قادیان کو رکھ کر نہ صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں، بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی اس بات کے خواہاں ہیں کہ وہ قادیان ایسی نجس بستی کو بھی مکہ اور مدینہ کے ہم پلہ سمجھ لیں، بلکہ ان سے بھی فروتر، اور اسی لیے ہی تو ان کے خلیفہ ثانی نے کہا تھا کہ اب مکہ، مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ تو خشک ہو چکا، جب کہ قادیان میں اس کی نہریں جاری ہیں اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرتا ہے: ''یہاں (قادیان میں) کئی ایک شعائر اللہ ہیں، مثلاً یہی علاقہ جس میں جلسہ ہو رہا ہے، اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ (قادیان) منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیے۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیانی مندرج اخبار ''الفضل'' ۸؍جنوری ۱۹۳۳ء)

قادیانیوں کے نزدیک حج کیا ہے؟

وہ عقائد جو مرزائیوں کو امت مسلمہ سے الگ کرتے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک ''حج'' قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضری کا نام ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ محمود کہتا ہے: ''آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے اور اس لیے جیسا حج میں رفث، فسوق اور جدال منع ہے، ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔'' (برکات خلافت، مجموعہ تقاریر مرزا محمود پسر غلام قادیان)

اور ایک دوسرا قادیانی گوہر فشانی کرتا ہے: ''جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے، وہ خشک اسلام ہے، اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔'' (برکات خلافت، مجموعہ تقاریر مرزا محمود پسر غلام قادیان) اور خود غلام قادیانی یوں رقمطراز ہے: ''اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان

اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔" (آئینہ کمالات اسلام، ص ۳۵۲، مصنفہ مرزا غلام احمد)

اور مرزا محمود ہی ایک مرزائی کی زبانی بیان کرتے ہوئے اس کی توثیق کرتا ہے: شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔" (تقریر مرزا محمود احمد، مندرج اخبار "الفضل" قادیان، ۵؍جنوری ۱۹۳۳ء)

اور اسی بناء پر قابلی مرزائی عبداللطیف جسے ارتداد کے جرم میں حکومت پاکستان نے قتل کردیا تھا، حج کے لیے نہ گیا، کیونکہ مرزا غلام احمد نے حج کے بجائے اُسے قادیان میں قیام کا حکم دیا تھا (حوالہ مذکورہ) اور شاید یہی وجہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد نے بھی بیت الحرام کا طواف اور حج نہیں کیا کہ اس کے نزدیک حج کے لیے مکہ معظّمہ کا قصد ضروری نہیں، بلکہ قادیان، اس ناپاک بستی کا قیام ہی کافی ہے جو ایک جھوٹے مدعی نبوت کے باعث دنیا میں رسوا ہو کر رہ گئی۔

مرزائیوں کے معتقدات کا خلاصہ

حاصل کلام اب تک مرزائیت کے جو معتقدات بیان ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱- مرزائیوں کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے جو روزہ بھی رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے، سوتا بھی ہے، اور جاگتا بھی ہے، غلطی بھی کرتا ہے اور نہیں بھی کرتا، لکھتا بھی ہے اور اپنے دستخط بھی کرتا ہے۔ صحبت (ہم بستری) بھی کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں جنتا بھی ہے۔

۲- انبیاء و رسول قیامت تک دنیا میں آتے رہیں گے۔

۳- مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔

۴- نہ صرف یہ بلکہ غلام احمد قادیانی سرور کائنات (فداہ ابی و امی) سمیت تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل بھی ہے۔

۵- اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۶- وحی لانے والا فرشتہ وہی جبریل امین ہے جو رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا کرتا تھا۔

۷- مرزائیوں کا ایک مستقل دین اور ان کی مستقل شریعت ہے جس کا دوسرے ادیان اور شریعتوں

سے کوئی تعلق نہیں اور مرزائیت ایک مستقل امت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی امت۔

۸- مرزائیوں کا ایک الگ قرآن ہے، جو مرتبہ و مقام میں قرآن حکیم ایسا ہی ہے اور اس کے بیس پارے ہیں اور یہ پارے اسی طرح آیات پر منقسم ہیں، جس طرح قرآن مجید کے پارے اور اس قرآن کا نام ''کتاب مبین'' ہے اور اس کی آیات یہ ہیں: ان اللہ یتنزل فی القادیان۔ (انجام آتھم، ص ۵۵، مصنفہ مرزا غلام احمد)

''اللہ قادیان میں اترے گا۔'' اور یحمدك الله فی عرشه و یمشی الیك.

(حوالہ کے لئے دیکھئے مرزا غلام احمد قادیان کے الہامات کا مجموعہ ''البشریٰ'' ص ۵۶)

''اور خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔'' اور: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں، بلکہ وہ بچہ ہو گیا، ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۳، مصنفہ مرزا)

۹- قادیان شان و منزلت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ایسی ہے بلکہ مکہ و مدینہ سے بھی افضل ہے۔

۱۰- اور حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا نام ہے۔

یہ مرزائیوں کے دس عقیدے ہیں جو پچھلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اب ذرا ان احکامات پر ایک نگاہ ڈالتے چلئے جو انگریز کے ساختہ و پرورده متنبّی پر اس کے خدا انگریز بہادر کی جانب سے نازل ہوئے کہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت کو توڑا اور برصغیر میں استعمار کے قبضہ کو مضبوط کیا جا سکے۔

انگریزی استعمار اور جہاد

برصغیر میں انگریزی استعمار سب سے زیادہ مسلمانوں کے عقیدۂ جہاد سے خوفزدہ تھا، استعماری طاقتیں یہ سمجھتی تھیں کہ جب تک مسلمان جہاد کے عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان پر مکمل طور پر تسلط حاصل نہیں کیا جا سکتا اور پھر یورپ اور شرق اوسط کی صلیبی جنگوں کے زخم ابھی

تک ان کی راتوں کی نیند حرام کیے ہوئے تھے، اسی لیے انھوں نے سب سے پہلے جس چیز پر توجہ دی وہ مسلمانوں کے اندر سے اسی عقیدۂ جہاد کی بیخ کنی کی سازشیں تھیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت بھی اسی سازش کے سلسلہ کی ہی ایک کڑی تھی، چنانچہ مرزا غلام احمد پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ یہی تھی کہ اب جہاد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کر دیا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل ممنوع قرار پایا اور اب میرے زمانہ میں جہاد کو قطعی طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے۔'' (اربعین نمبر۴، ص ۱۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور: ''آج کے بعد تلوار کے ساتھ جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے، چنانچہ آج کے بعد کوئی جہاد نہیں۔ یہی نہیں جو کوئی اب کفار پر ہتھیار اٹھائے گا اور اپنے آپ کو غازی کہلائے گا، وہ رسول اللہ ﷺ کا مخالف قرار پائے گا جنھوں نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اعلان کر دیا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد منسوخ ہو جائے گا (قطعی جھوٹ جس کی کوئی دلیل نہیں) پس میں مسیح موعود ہوں اور میرے ظہور کے بعد اب کوئی جہاد نہیں، ہم نے صلح اور امن کا پرچم لہرا دیا۔'' (اربعین، ص ۴۷)

اور مرزائی پرچے ریویو آف ریلجنز کے مدیر محمد علی نے ایک مرتبہ انگریزی حکومت کے سامنے اپنی پشتینی وفاداری کا یوں تذکرہ کیا:

''گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر سے زمین کے اندرونی حالات دریافت کرے۔ ہمارے امام (غلام قادیانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو ۲۲ ربرس ہیں۔ اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے، یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے، جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز، ۱۹۰۲ء جلد ا، نمبر ۲)

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی استعمار کے حضور اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ''یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے

خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھادے، چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں، جن کا یہی مقصد ہے کہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے دور ہو جائیں، اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے، لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔"

(عریضہ غلام احمد قادیانی، بحضور حکومت انگریز مندرجہ مرزائی رسالہ)

جہاد کی اہمیت

جہاد جسے انگریز کا خود کاشتہ پودا بےہودہ قرار دے رہا ہے وہ عقیدہ مبارکہ ہے جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: الجهادُ افضلُ الاعمالِ۔

(بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند دارمی، مسند احمد)

"جہاد سب سے افضل عمل ہے۔" اور افضلُ الناسِ مومن یُجاهِدُ بنفسهٖ و مالهٖ فی سبیلِ اللّٰهِ۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، سنن دارمی، مسند احمد)

"لوگوں میں سب سے بہترین وہ مومن ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔" نیز: ان فی الجنة مائة درجةٍ اَعدّهَا اللّٰهُ لِلمُجَاهِدِين فی سبيلهٖ۔

(بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد)

"کہ جنت میں سو درجے ہیں جن سب کو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔" اور مجاہدوں کے سردار اور جنگوں میں ان کے سالار رسول ہاشمی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لَغدوة فی سبيلِ اللّٰه اوروحة خيرٌ مِنَ الدنيا و ما فيها۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، ابی داؤد طیالسی، دارمی)

"اللہ کی راہ میں صبح و شام جہاد کے لیے نکلنا دین اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔" نیز فرمایا: ما اغبرت قدما عبد فی سبيل الله فتمسه النارُ۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد، ابی داؤد طیالسی)

”کسی کے بھی قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے مگر اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔“

یہ ہے جو نبی اسلام، محمد اکرم، سرور عالم، رسول اعظم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب کی ہدایات کے مطابق فرمایا، کہ ارشاد رب عظیم ہے: وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔ (سورۃ بقرہ، آیت: ۱۹۳)

”اور کافروں سے جنگ کرو، حتی کہ شرک وکفر کا فتنہ مٹ جائے اور دین اللہ کا ہی پھیل جائے۔“ فرمایا: فَلْيُقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (سورۃ نساء، آیت: ۷۴)

”چاہیے کہ وہ جو دنیوی زندگی کے بدلے آخرت کے طلبگار ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑتا ہے پس چاہے وہ مارا جائے یا غالب رہے ہم اس کو اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔“

اور اس کے مقابلہ میں وہ ہے جو انگریزی نبی نے اپنے آقایان ولی نعمت کے اشارہ پر کہا، لکھا اور پھیلایا۔

انگریز کے ساتھ وفاداری

دوسرا حکم جو غلام احمد قادیانی نے اپنے متبعین کو دیا، وہ انگریز کی وفاداری اور اطاعت کیشی تھی، انگریز کی اطاعت اور وفاداری مرزائیت کے ہاں ایک اضافی اور معمولی مسئلہ نہیں، بلکہ اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے اسی لیے مرزا غلام احمد قادیان نے اسے اپنی بیعت کی شرطوں میں سے ایک شرط قرار دیا ہے اور یہ مسلمہ امر ہے، کہ بیعت میں ان امور کی شرط لگائی جاتی ہے، جو اساسی ہوں۔ چنانچہ خود مرزا غلام احمد نے ان شرائط کو اپنا دستور العمل قرار دیا ہے، وہ لکھتا ہے۔

”جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں، جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے، میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں۔

جو ۲۶ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے،، جس کی ایک کاپی اس زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی، ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا (سارا کام ہی گورنمنٹ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے اس کے حکم پر ہے، تبھی تو ہر بات گورنمنٹ انگریزی کے نوٹس میں لائی جاتی ہے) کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں۔'' (درخواست بحضور لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد قادیان، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ۷، ص ۱۶)

اور وہ شرائط بیعت کیا ہیں، مرزا غلام احمد خود جواب دیتا ہے: ''اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔'' (ضمیمہ کتاب البریہ، ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور مرزائیت کا دوسرا خلیفہ اور غلام قادیانی کا فرزند اس کی توثیق کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے: ''ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں، اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے (آپ نے لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت سے نہیں۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔''

(تحفۃ الملوک، ص ۱۲۴، مصنفہ مرزا محمود احمد)

مرزا کے اعترافات

مرزا غلام احمد اپنی ایک درخواست میں جو انگریز لفٹیننٹ گورنر کو ارسال کی گئی تھی کہتا ہے:

''میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے میرے والد صاحب اور خاندان ابتداے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد و احسانات کو لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں پر جمادیں۔'' (درخواست بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد قادیان، مورخہ ۲۴ر فروری ۱۹۰۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ہفتم ۱۸۷ تا ۱۱، از مرتبہ میر قاسم علی قادیان۔)

''اور میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اسی گورنمنٹ کا پکا خیر اخواہ ہے میرے والد مرزا غلام مرتضی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا (۱۸۵۷ میں جب مسلمان انگریز سے اپنی آخری موت و زیست کی لڑائی لڑ رہے تھے انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دئے تھے) پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔'' (کتاب البریہ، ص ۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور اپنے گرامی مرتبت خاندان کی جذبات جلیلہ برائے سرکار انگریزی گنوانے کے بعد اپنا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک مثالی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہ گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی، اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی

ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں، بلکہ سچے دل سے اس کی اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے دلی جاں نثار ہیں۔''

(عریضہ معالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جز ۶، ص ۶۰)

مرزا غلام احمد اپنی اور اپنے آباء واجداد کی انگریزوں کی کاسہ لیسی ووفا کیشی کا اعتراف یوں کرتا ہے۔

''میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالہ تک پہونچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں پس خلاصہ کلام یہ ہے، میرا باپ سرکار انگریز کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار اور عند الضرورت خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا، پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور پھر میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا، پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔'' (نور الحق ج ۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا انگریزوں کے سپاس گذار تھے یا آلۂ کار

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صرف انگریزوں کے سپاس گذار تھے۔ آلۂ کار نہ تھے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جانشین اس بات کے معترف ہیں کہ وہ سرکار انگریزی کی کاسہ لیسی میں اپنے آباء سے کسی طرح پیچھے نہیں تھے، چنانچہ مرزا غلام احمد

قادیانی انگریزی استعمار کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مسلمانان ہند کو انگریز کی غلامی کا درس دیتا ہے اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

''ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کو فتح ہو کیوں کہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں، سخت جاہل اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے، اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔ (ازالہ اوہام، ص ۵۰۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نیز:

''خدا نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینھ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔'' (نور الحق، حصہ اول، ص ۴، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور ملکہ کے رحم اور اس کے احسان کی بارش اور مہربانی کے مینھ کا بدلہ مرزا غلام احمد کس طرح چکا تا ہے۔ خود اس کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

''میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں۔ دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر ''سول ملٹری'' جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغ گو ثابت ہوگا۔ اول یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے سولہ برس سے برابر تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔

دوسرے یہ کہ میں نے کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میرے کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے، کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شام، مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے، کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا ''سول ملٹری گزٹ'' کے

پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے؟ (ماشاء اللہ چشم بد دور) اگر ہے تو پیش کرے۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔" اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹینٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا۔"

("تبلیغ رسالت" ج ۳، ص ۱۹۶، مولف میر قاسم علی قادیانی)

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ:

"میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔"

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کے نام مورخہ ۷؍مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ "تبلیغ رسالت"، ج ۱۰، ص ۱۲۲، مولف میر قاسم علی قادیانی۔)

اور:

"میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کریں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں۔" (درخواست بحضور نواب لفٹینٹ گورنر بہادر، دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۸۹۸ء مندرجہ "تبلیغ رسالت" ج ۷، ص ۱۱۔)

اور اسی جذبہ جہاد کو جو مسلمانوں کے سینوں میں کروٹیں لے رہا اور انھیں دیوانہ اور شہادت گہ الفت میں کھینچے لیے جا رہا تھا، ختم کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا جاتا ہے۔

”یہ وہ فرقہ ہے جو احمد یہ کے نام سے مشہور ہے، اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے۔ چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے اپنی کتابیں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں۔ اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے، لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔“

(قادیانی اخبار ”ریویو آف ریلیجنز، بابت ۱۹۰۲ء، اقتباس از عریضہ جو مرزا غلام نے حکومت انگریزی ہند کو پیش کیا۔)

کیا انگریز کی کاسہ لیسی اور ان کا آلۂ کار ہونے کا اس سے بڑا بھی کوئی اور ثبوت ہو سکتا ہے اور یہ ساری دین فروشی اور قوم فروشی کس لیے تھی؟ صرف چند سکوں کے لیے یا اس تاج نبوت کے لیے جس کی گدائی مرزا غلام احمد انگریزوں سے کرتا رہا۔

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

”میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں، مدعا یہ ہے کہ اگر چہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے۔ عنایات خاص کا مستحق ہوں۔“

(درخواست بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان، مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۹۸ء، مندرجہ ”تبلیغ رسالت“ ج ۷۔)

نہ جانے ان لوگوں کی عقل پر کیسے پتھر پڑ گئے جو مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول شمار کرنے لگے۔ مقام نبوت اور منصب رسالت تو بڑی بات ہے۔ رب کعبہ کی قسم اس طرح کی پستی کا مظاہرہ تو گدایان میکدہ بھی نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ ایک شریف اور باغیرت انسان! اور اس پر طرہ یہ کہ رسالت و پیغمبری کا دعویٰ۔ عیاذاً باللہ

بت کریں آرزو خدائی کی

اور ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے، کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں۔

(نیز ضمیمے میں اپنے تین سو ستره مریدوں کے نام ہیں۔ حوالہ مذکور)

ایک اور عقیدہ

ان عقائد فاسدہ اور احکامات خبیثہ کے ساتھ ایک اور عقیدہ کا اضافہ کر لیجئے، اور وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک وہ شخص جو مرزا غلام احمد متنبّی قادیان پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے ان جھوٹے عقائد و احکامات کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا، چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے: ''کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت، ص ۳۵، مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی)

اور مرزا غلام احمد کا دوسرا بیٹا مرزا بشیر احمد یوں ہرزہ سرا ہے: ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود

(غلام قادیانی) کونہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفضل مصنفہ مرزا بشیر احمد، مندرج رسالہ ریویو ریلیجنز، ص ۱۱۰، نمبر ۳، ج ۱۴)

کیا اس کے بعد اس میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزائی ایک الگ دین کے پیروکار اور ایک الگ شخص کی امت ہیں، جن کا کم از کم اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

مرزا غلام احمد اور شراب وافیون

مرزا غلام احمد بڑے شوق سے اور اعلانیہ طور پر شراب پیتے تھے اور اسی طرح افیون کا بھی استعمال کرتے تھے۔

اپنے ایک مرید محمد حسین کو لکھتے ہیں:

مجبی اخویم حکیم محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پولمر کی دکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہئے، اس کا لحاظ رہے، باقی خیریت ہے۔

والسلام مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

(خطوط امام، ص ۵، مجموعہ مکتوبات مرزا بنام محمد حسین قریشی۔)

اور ٹانک وائن کے متعلق دکان پلومر سے پوچھا گیا کہ چیست؟ تو جواب ملا: ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸/روپئے ہے۔'' (۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء، منقول از سودائے مرزا صفحہ ۳۹)

اور دوسری گواہی خود مرزا بشیر الدین کی اپنے ''ابا مسیح افیونی'' کے بارے میں ہے۔

''افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر

افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (نورالدین) کو حضور (مرزا) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے۔ اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔"

(مضمون از مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل، جلد ۱۷، نمبر ۶، مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۲۹ء)

امانت میں خیانت اور عیش پسندی

اس بارے میں مرزائیت کے مبلغ اعظم خواجہ کمال الدین کی شہادت یہ ہے:

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے، کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشک پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے، اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے، غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچایا کرتے تھے اور پھر قادیان بھیجتے تھے، لیکن جب ہماری بیویاں خود قادیان گئیں، وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے، جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں، حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لیے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ (کشف الاختلاف، ص ۱۳، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

اور لدھیانہ کا ایک مرزائی یوں نوحہ کناں ہے:

"جماعت مقروض ہو کر اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ (غلام احمد کی بیوی) کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے۔" (اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۶، ص ۳۰۰، مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء)

اور جناب محمد علی مفسر مرزائیت کی اپنے "مسیح موعود" کے بارے میں گواہی کیا ہے وہ بھی قابل اشاعت ہے:

"حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) نے اپنی وفات سے پہلے، جس دن وفات ہوئی اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مجھ پر بد

ظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں، ان کو ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ (واحسرتا) ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ (کس کا؟ اپنا؟ واقعی اچھا نہ ہوا)

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے، لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے، باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھروں میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں، ان کو روپیہ سے کیا تعلق۔" (مرزا بشیر کا خط حکیم نور الدین کے نام مندرجہ "حقیقت اختلاف" ص ۵۰، مصنفہ محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہوری مرزائی)۔

ایک بہت بڑے مرزائی کی شہادت یہ بھی کہ مرزا غلام احمد سردیوں کی ٹھٹھرتی ہوئی تاریک راتوں میں غیر محرم عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبوایا کرتے تھے؟ اور اگر ضرورت محسوس کی گئی تو اس کا نام اور پتہ بھی بتایا جا سکتا ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

مرزا غلام احمد دجال وکذاب

حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی و فی روایة لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون دجالون کلهم یزعمون انه رسول الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی.

یعنی میری امت میں تیس جھوٹے اور دجال ایسے پیدا ہوں گے جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤدؒ میں موجود ہے، اسی لیے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہوگا اور اس کے پیروکار دجال اور کذاب کے پیروکار ہوں گے اور ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس گراں قدر ہستی

کے فرمان پر ہے جن کے متعلق اصدق القائلین کا ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی. (سورۃ نجم)

کہ محمد اکرم ﷺ اپنی مرضی وخواہش سے نہیں بولتے، بلکہ ان کے فرمودات وحی الٰہی کے تابع ہوتے ہیں!

بدیں وجہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

فمن رحمة الله تعالىٰ بالعباد ارسال محمد ﷺ ثم من تشريفه لهم ختم الانبياء والمرسلين واكمال الدين الحنيف له و قد اخبر الله تبارك و تعالىٰ فى كتابهٖ و رسولهٗ ﷺ فى السنة المتواترة عنهٗ انه لا نبى بعده ليعلموا ان كل من ادعى هذه المقام بعده، هو كذاب، دجال، ضال، مضل، و لو تحرق و شعبد واتى بانواع السحر و الطلاسم والنير نجات فكلها ضلال عند اولى الالباب كما اجرى الله سبحانه و تعالىٰ على يد الاسود العنسى باليمن و مسيلمة الكذاب باليمامة من الاحوال الفاسدة والاقوال الباردة فعلم كل ذى لب و فهم وجحى انهما كاذ بان لعنهما الله وكذٰلك كل مدع لذٰلك الىٰ يوم القيامة فكل واحد من هؤ لاء الكذابين يخلق الله تعالىٰ معه من الامور ما يشهد العلماء والمومنون يكذب من جاء بها. (تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۴۹۴، ط مصر)

یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد اکرم ﷺ کو مبعوث کر کے اور ان پر نبوتوں اور رسالتوں کا خاتمہ کر کے اور اُن پر دین حنیف مکمل کر کے لوگوں پر احسان عظیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم میں اور رسول کریم ﷺ نے اپنی حد تواتر کو پہونچی ہوئی احادیث میں یہ اس لیے بیان فرمادیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، تا کہ لوگ جان لیں کہ جو بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کن ہوگا، اگر چہ جادوگری، شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی کے کتنے ہی کرتب کیوں نہ دکھلادے، جس طرح کہ یمن کے اسود عنسی اور یمامہ

کے مسیلمہ کذاب نے دکھلائے تھے، کہ ان دونوں کی بازی گری اور چالاکی کے باوصف عقل سلیم اور قلب صحیح رکھنے والا جان گیا تھا کہ یہ دونوں ملعون، کذاب اور مفتری ہیں اور بعینہ قیامت تک اس قسم کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے اور ملعون ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ایسے احوال وامور کو بھی پیدا فرماتے رہیں گے جنھیں دیکھ کر علماء اور مومن ان کے جھوٹے اور کذاب ہونے کی گواہی دیتے رہیں گے۔

اور یہی وجہ تھی کہ خاتم النبیین رسول انور ﷺ کے انتقال کے بعد جب مسیلمہ اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صدیق اکبر نے لمحہ بھر کے لیے بھی ان کے دجل وفریب اور کذب وافترا میں شبہ نہ کرتے ہوئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ کی قیادت میں یمن کی طرف اسود عنسی اور ان کے پیروکاروں کی گوشمالی کے لیے فوج روانہ کی۔ اور پرانی روایات کے بالکل برعکس انھیں حکم دیا کہ رسول کے بغیر کسی اور کی نبوت تسلیم کر لینے والوں کے گھروں کو جلا دیا جائے، ان کے پھل دار درخت جڑ سے اکھاڑ دیئے جائیں، ان کے کھیت تخت و تاراج کر دیئے جائیں، ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان کے بچوں کو غلام بنا دیا جائے اور ان سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔ (حوالہ کے لئے دیکھئے البدایہ والنہایہ، الکامل لابن اثیر، تاریخ الامم للطبری وغیرہ)

لیکن آج ہمارے پاس نہ عزیمت صدیق ہے اور نہ درہ فاروق، اور نہ سیف خالد اور نہ شجاعت عکرمہ رضوان علیھم اجمعین، کہ ہم ایسے لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کرسکیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم المرسلین کا انکار کرکے کسی دجال اور کذاب کی جھوٹی وجعلی نبوت ورسالت کو اصلی اور حقیقی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم ایسے جعل ساز متنبی کو آج صرف یہی کہہ سکتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: سیکون فی امتی کذابون ثلاثون یا یخرج ثلاثون دجالون" کہ وہ کذاب اور دجال ہے۔

یا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان میں کہہ سکتے ہیں:

"میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و

مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔" (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ۲، ص ۲۔)

اور اسی طرح جس طرح ہم رسول اکرم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو حسب قول رسول دجال اور کذاب اور بقول مرزا قادیانی کافر کاذب جانتے ہیں، اسی طرح ایسے کذاب و دجال اور کافر کو نبی سمجھنے والوں کو بھی دجال اور کذاب اور کافر کے پیروکار سمجھتے ہوئے کافر مانتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور عقیدے کے بارے میں کسی کی مفاہمت، مداہنت اور سودے بازی نہیں ہوسکتی۔

مسلمانوں کے ہاں چودہ سو سال سے ایک قاعدہ کلیہ چلا آرہا ہے جو ایک خدا کو مانتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا اور محمد اکرم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد کسی نئے نبی کی آمد و بعثت کو تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان ہے۔ اور اس کے علاوہ اگر وہ ایک خدا کو مانتے ہوئے کسی اور کی بھی عبادت کرتا ہے یا محمد اکرم ﷺ کو نہیں مانتا، یا مان کر ان کے بعد کسی اور پیدا ہونے والے کو بھی نبی تصور کرتا ہے، تو وہ مسلمان نہیں، اس قاعدہ پر جو پورا نہیں اترتا، ہمارے نزدیک اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دینی و مذہبی، کوئی بھی تعلق نہیں۔ وہ ان کا ہم وطن، ہم قوم، ہم نسل تو ہوسکتا ہے، ہم مذہب نہیں، خواہ عیسائی ہوں، کہ محمد اکرم ﷺ کو نہیں مانتے، خواہ کمیونسٹ ہوں کہ خدا کو نہیں مانتے، خواہ ہندو ہوں کہ خدا کو مانتے ہوئے اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں، اور خواہ بہائی ہوں کہ رسول عربی ﷺ کو مانتے ہوئے متنبّی فارسی حسین علی مازندانی کو بھی مانتے ہیں اور خواہ مرزائی کہ متنبّی ہندی کو مانتے ہیں۔ لیکن آنحضرت کو خاتم النبیین نہ مانتے ہوئے کسی اور کی نبوت کے بھی قائل نہیں۔

مرزائی فتنے

مرزائی حضرات آئے دن یہ واویلا کرتے رہتے ہیں کہ مسلمان ان کے خلاف نفرت انگیز تقریریں کرتے ہیں اور اشتعال انگیز لٹریچر چھاپتے ہیں۔ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم

بڑے صلح کن اور امن جو لوگ ہیں مسلمان بڑے فسادی اور شر انگیز۔اس کی مثال یوں ہے کہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری رسول ہیں اور خداوند کریم نے یہ شرف آپ کو عطاء کیا ہے کہ نبوتیں اور رسالتیں آپ پر ختم ہوگئی ہیں اور اس طرح وہ کام جو پہلے انبیاء کیا کرتے تھے، اب اسے رسول اللہ ﷺ کی مسند کے امین سرانجام دیا کریں گے۔اب ایک آدمی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کے اس متفقہ علیہ عقیدے کے برعکس نبی اکرم ﷺ کے اس شرف وفضیلت پر حملہ کرتے ہوئے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے تو ظاہر ہے، اس سے مسلمانوں کے جذبات میں تموج پیدا ہوگا اور انھیں صدمہ پہنچے گا کیونکہ اس سے ایک تو رسول کریم ﷺ کی عظمت وفضیلت میں فرق آتا ہے اور دوسرے آپ کی بات کی تکذیب ہوتی ہے جب کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجداً وطھورا و ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون (رواہ مسلم)

"مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔(۱) مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے۔(۲) مجھے رعب ودبدبہ عطا کیا گیا ہے۔(۳) میرے لیے اموال غنیمت کو حلال ٹھہرایا گیا ہے۔(۴) روئے زمین کو میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے کہ جہاں نماز کا وقت ہوجائے، وہیں نماز ادا کرلی جائے۔(۵) مجھے پوری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔(۶) نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا ہے۔

اب ظاہر ہے مسلمان اس شخص کے بارے میں کبھی اچھا نظریہ نہیں رکھ سکتے جو ان کے مطاع ومقتداء محمد اکرم ﷺ کی فضیلت کو کم کرنا چاہے، یا ان کے ارشاد کی تکذیب کرے اور پھر وہ ایسے لوگوں کو کیسے پسند کرسکتے ہیں یا ان کے بارے میں اچھی رائے رکھ سکتے ہیں جو ایسے آدمی کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کے بالکل برخلاف نبی اور رسول مانتے ہیں اور پھر اس پر بھی اکتفانہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف زبان لعن وطعن بھی استعمال کرتے ہوں۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کریں،

مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہیں، ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کریں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے روکیں، ان سے شادی بیاہ کی ممانعت کریں اور مسلمان پھر اسے مسلمان ہی سمجھیں؟۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتا ہے:

له خسف القمر المنير و ان لی

غسا القمران المشرقان اتنكر

"اس کے (نبی کریم ﷺ کے) لیے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو ان کا انکار کرے گا" (اعجاز محمدی، ص ۷۱) اور مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد تو یہاں تک گستاخی پر اتر آتا ہے کہ: "اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کا بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود (مرزا) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو (نعوذ باللہ) نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں بقول مسیح موعود "آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے" آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

(کلمۃ الفضل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، ص ۱۴۷، نمبر ۳، جلد ۱۴، مصنفہ مرزا بشیر احمد)

اور ایک اور دریدہ دہن گستاخ یہاں تک کہہ دیتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں!

(اخبار پیغام صلح، ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء نظم ظہور الدین اکمل قادیانی)

ایک اور مرزائی شاہنواز لکھتا ہے: "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔" (ریویو آف ریلیجنز، ۷، مئی ۱۹۲۹ء)

اور پھر مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مسلمانوں کے خلاف اس قدر تند و تیز اور تلخ جذبات رکھتا ہے

کہ اپنی کتاب ''انوار خلافت'' میں اس قسم کی شدید اشتعال انگیز تحریر درج کرنے سے نہیں چوکتا۔

''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔'' (انوار خلافت، ص ۹۰، بحوالہ الاعتصام، ۲۴ مئی ۱۹۶۸ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند مرزا بشیر احمد مسلمانوں کے خلاف اپنے کینہ وعناد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر واسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا انکار اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔ (کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز، ص ۱۴۳، نمبر ۳، جلد ۱۴)

اور یہی بشیر احمد اسلام اور مسلمانوں سے اپنے بغض باطنی کو یوں اگلتا ہے: ''حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الہام کے ذریعے اطلاع دی کہ ''تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی، بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرے یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرے یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے، چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لیے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے، اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔''

(کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ص ۱۲۵، نمبر ۳، جلد ۱۴)

ایک اور مرزائی مسلمانوں کے متعلق یوں گہربار ہے:
''خداتعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور اور مقصود ہو، اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے، ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا۔ اگر تیرے منکر تیرے اس فرمان کو قبول نہ کریں، بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمر بستہ ہوں تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے، ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔ یہاں صرف حضرت احمد (قادیانی) کے منکر اور اطاعت و بیعت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے، اور جہنم ان کے لیے بطور قید خانہ قرار دیا ہے۔''

(النبوۃ فی الالہام، ص۴۰، مولف قاضی محمد یوسف قادیانی)

غیر احمدی مسلمان نہیں

اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود احمد مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: ''حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی (احمدی) کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں، تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں۔'' (انوار خلافت، ص۸۹)

ایک اور جگہ پھر اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کہتا ہے: ''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔''

(انوار خلافت، ص۶۰)

اور پھر یہی محمود احمد اس حد تک دشنام طرازی پر اتر آیا ہے کہ: ''کسی احمدی (مرزائی) نے احمدیت (مرزائیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی لڑکی کا نکاح نہیں کیا، اس سے مراد ہی ہے جو حدیث میں آیا ہے۔ لا یزنی زان حین یزنی و هو مومن ''نہیں زنا کرتا کوئی

زانی درآں حالیکہ وہ مومن ہو۔"

بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔

(الفضل، مورخہ ۲۶، ۲۹؍جون ۱۹۲۲ء)

اور خود مرزا غلام کی مسلم دشمنی اور عداوت کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتا ہے: "یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے، اول تو یہ خدا کے حکم سے تھا، نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں، ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہے، جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔"

(خطبہ الہامیہ، ص ۱۷، مصنفہ غلام احمد قادیانی)

مرزا سرور عالم سے افضل واعلیٰ

اور پھر یہی مرزائے قادیانی انتہائی جسارت سے کام لے کر اپنے آپ کو سرور عالم محمد اکرم ﷺ سے افضل واعلیٰ کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا: "ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچ ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا بلکہ کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری تجلی فرمائی۔" (تشحیذ الاذہان، جلد ۶، نمبر ۸، ص ۳۱۱)

دیکھئے کس قدر گستاخی اور بے باکی سے ایک ادنیٰ ترین شخص اپنے آپ کو اعلیٰ الخلائق سے افضل وبرتر کہنے میں کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے دل اس سے جس قدر بھی زخمی ہوں کم ہے۔

اسی طرح کی ایک تحریر میں مسلمانوں کے ایک انتہائی محترم ومعظم اور صف اول کے نامور

عالم کے خلاف دریدہ دہنی نہیں بلکہ دشنام طرازی کی گئی ہے۔ اس میں ایک مرزائی نورالدین بھیروی اور ضیغم ملت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کیا گیا ہے کہ:

''ایک (یعنی نورالدین) نے اپنے ''نور ایمان سے مرزائے قادیانی کو مان لیا اور دوسرے (مولانا محمد حسین بٹالویؒ) نے اپنی ''بے بصیرتی سے تسلیم نہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ''اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کیا کہ نام ونشان ہی مٹ گیا، اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامراد رہا۔''

(مرزائی پرچہ ''پیغام صلح''۲۹ر مئی ۱۹۶۸ء)

اب ظاہر ہے کہ کسی بھی مسلمان کا اس تحریر کو پڑھ کو جوش وغصہ میں آنا ایک قدرتی امر ہے اور اسے حق حاصل ہے کہ وہ ایسے بدباطن کا اچھی طرح نوٹس لے جو ایک معزز اور قابل صد احترام مرحوم مسلمان عالم دین کو صرف اس لیے گالی دیتا ہے کہ اس نے جناب رسالت مابﷺ کی ختم المرسلینی کے خلاف بغاوت کرنے سے انکار کر دیا تھا، اگر نبی عربی فداہ ابی وامیﷺ کی فرمانبرداری واطاعت اور آپﷺ کے دامن اقدس سے وابستگی کا نام (عیاذاً باللہ) ذلت و رسوائی ہے تو متنبی ہندی کی رفاقت واطاعت بھی باعث عزت اور قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔

ذلت اور رسوائی کی موت کون مرا؟

مرزائی پرچہ ''پیغام صلح'' نے اپنے شمارہ نمبر ۲۰، ۲۱ر، جلد ۵۶، مورخہ ۲۹ر مئی ۱۹۶۸ء میں حکیم نورالدین بھیروی اور حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

''چونکہ مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کو قبول نہ کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ نام ونشان ہی مٹ گیا اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامراد رہا۔''

یہ عبارت اپنے اندر جس قدر گھٹیا پن اور پستی لیے ہوئے ہے، اس سے قطع نظر ہم اس وقت صرف یہ ثابت کریں گے کہ ذلت ورسوائی کی موت کون مرا؟

نورالدین جس نے مرزا کے دعویٰ مسیحیت کو قبول کرلیا، یا مرزا جس نے مسیحیت کا دعویٰ کیا؟ اسی اخبار ''پیغام صلح'' کے نامہ نگار نے ایک اشتہار شائع کیا، جس کا نام رکھا ''گنجینہ

صداقت'' اور اس اشتہار کو نقل کیا، مشہور مرزائی پرچے ''الفضل'' نے اس میں نورالدین کی ذلت ورسوائی کی موت کو اس کے ''نور بصیرت'' کے باوصف ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

''کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیان) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے فرزند عبدالحی کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کرلینا، یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں۔''

(منقول از اخبار ''الفضل'' قادیان، شمارہ نمبر ۱۹، جلد نمبر ۹، مورخہ ۲۲ رفروری ۱۹۲۲ء)

اور اسی ''پیغام صلح'' نے مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۱۷ء کو یہ خبر شائع کی تھی جو پس منظر کا پورا پتہ دیتی ہے کہ:

''فروری کا مہینہ وہ مہینہ ہے جب حضرت مولانا نورالدین صاحب بستر علالت پر تھے اور آپ کی حالت دن بدن تشویشناک تھی۔'' (پیغام صلح، ۲۳ رمئی ۱۹۱۷ء)

اور پھر انھی مرزائیوں کی جانب سے مرزا بشیرالدین پر کیا کیا الزام لگائے گئے، کہ اس نے نورالدین کی اولاد کا خاتمہ کیا، اس کی بیٹی اور اپنی بیوی امۃ الحی کو قتل کروادیا۔ نورالدین کے بیٹے عبدالحی کو زہر دلوا کر مروادیا، اور پھر یہ توکل کی بات ہے، اسی نورالدین جس نے مرزائیت کی خاطر اپنا سب کچھ، دین، ایمان، مذہب، ضمیر اور روپیہ ہر چیز لٹا دیا تھا، جس نے بقول ''پیغام صلح'' اپنے ''نور بصیرت'' سے مرزا قادیانی کے دعوی مسیحیت کو مان لیا تھا، اس کے دوسرے بیٹے عبدالمنان سے خلیفہ قادیان نے جو کچھ کیا تھا، وہ کسی سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ اسے منافق قرار دیا، اس کا سوشل بائیکاٹ کروایا اور ربوہ میں اس کا داخلہ ممنوع قرار پایا اور اسے اس جماعت تک سے باہر پھینک دیا جس کی خاطر اس کے باپ نے ہزار ذلت ورسوائی مول لی تھی اور اس طرح نورالدین کی عبرت انگیز اور ذلت آمیز موت پر ہی اکتفا نہ کیا، بلکہ اس کی رسوائی میں اس کی موت کے بعد اور اضافے کیے گئے اور اس کا نام ونشان تک مٹا دیا گیا۔

ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے پھر کسی دوسرے پر حملہ آور ہونا اپنے گھر سے بے خبری کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ یا شائد ''پیغام صلح'' کے مضمون نویس کو نورالدین کی زندگی کے احوال یاد رہ گئے ہوں، جنھیں وہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمۃ کے حالات سمجھتا رہا ہو، وگرنہ ذلت و رسوائی کی موت نورالدین کے مقدر ہوئی نہ کہ مولانا بٹالوی کے اور پھر موت کے بعد تباہیاں اور بربادیاں نورالدین کو نصیب ہوئیں کہ مرزائیوں کے بقول ''بچے بھی انھوں نے مروائے'' جن کی خاطر اس نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ عزت کی موت کو بھی تج دیا تھا اور یہ رسوائیاں صرف اسی کا مقدر نہیں بنیں بلکہ اس کا مقدر بھی جس کی خاطر اس نے اپنا ایمان اور مذہب تک قربان کر دیا تھا کہ خدائے جبار و قہار نے اس پر اس دنیا میں ہی انواع و اقسام کی بیماریاں اور عذاب نازل کیے اور موت سے پہلے ہی رسوائیاں اور ذلتیں اس پر مسلط کر دی گئیں:

''دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور آخر عمر تک شل رہا، کہ اس ہاتھ سے پانی تک اٹھا کر نہ پیا جا سکتا''۔ (سیرۃ المہدی، حصہ اول، مصنفہ مرزا بشیر احمد فرزند مرزا قادیان)

''دانت خراب اور ان میں کیڑا لگا ہوا۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ دوئم، ص ۱۳۵)

''آنکھیں اس قدر خراب کہ کھولنے میں تکلیف ہو۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ دوئم، ص ۷۷)

''حافظہ اس قدر خراب کہ بیان نہیں ہو سکتا۔'' (مکتوبات احمدیہ، ج ۵، ص ۲۱)

''دوران سر اور برد اطراف کی اس قدر تکلیف کہ موت سے تین برس پہلے تک اور اس سے پہلے بھی متعدد سال رمضان کے روزے نہ رکھے۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص ۵۱)

''اور کبھی دورے اس قدر سخت پڑتے کہ ٹانگوں کو باندھ دیا جاتا۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص ۲۲)

''اور کبھی اس قدر غشی پڑ جاتی کہ چیخیں نکل جاتیں۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص ۱۳)

''اور اس کے علاوہ ذیابیطس اور تشنج قلب اور دق کی بیماری اور حالت مردمی کالعدم اور دل، دماغ اور جسم نہایت کمزور۔'' (نزول المسیح، ص ۲۰۹، مصنفہ مرزا قادیانی)

''اور پھر ان سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ دوئم، ص ۵۵)

''اور ہسٹریا بھی۔'' (ریویو قادیان، اگست ۱۹۲۶ء)

اور پھر خدا منتقم وشدید العقاب نے ردائے نبوت کے سرقہ کے جرم کی پاداش میں اس طرح رسوا اور ذلیل کیا کہ:

''قریب سو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے ضعف ہو جاتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ، ج ۵، ص ۲۰۱)

''اور اس وجہ سے رات کو مٹی کا برتن پاس ہی رکھ لیا جاتا اور اس میں پیشاب کر کے خود ہی مرزا قادیانی پیشاب کے برتن کو صاف کرتا۔'' (الفضل، مورخہ ۶ ردسمبر ۱۹۴۰ء)

اور آخر کار موت نے اس کی تمام ذلتوں اور رسوائیوں پر مہر تصدیق ثبت کردی، چنانچہ مرزا قادیان کے اپنے الفاظ جو اس نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مباہلہ میں لکھے خود اس کی ذلت آمیز اور رسوا کن موت پر زبردست گواہ ہیں، وہ لکھتا ہے کہ:

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔'' (تبلیغ رسالت، ج ۱۰، ص ۱۲۰)

اور وہی ہوا کہ اس کے صرف ایک سال اور ایک ماہ بعد مرزا قادیانی ذلت وحسرت کے ساتھ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ ایسے دشمنوں کی زندگی میں اس بری مرض میں مبتلا رہ کر مر گئے جسے ہیضہ کہتے ہیں اور اس رسوائی کا نقشہ بھی خود اس کے بیٹے نے کھینچا ہے جو اسے مرض موت میں لاحق ہوئی، وہ اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے:

''پہلے ایک پاخانہ آیا اور اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے، اس لیے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی، مگر ضعف بہت ہو گیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک اور قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔'' (سیرۃ المہدی، ص ۱۰۹)

اور پھر اسی پیغام صلح میں شائع ہوا کہ:

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت کے وقت ان کے منھ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔'' (پیغام صلح، ۳/مارچ ۱۹۳۹ء)

اب بتلائیے کہ رسوائی اور ذلت کی موت کون مرا؟ مرزائی نورالدین بھیروی، مرزا غلام احمد قادیانی یا حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی علیہ الرحمۃ؟

اس لئے ہم نے کہا تھا کہ جو لوگ مرزائی قادیانی کے مخالفین پر اس قسم کے گھٹیا، بے بنیاد اور جھوٹے الزام تراش کر اپنے حواریوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مرزا غلام احمد اور اس کے ساتھیوں کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی ذلتوں اور رسوائیوں کو ان لوگوں کے سامنے بے نقاب کیا جائے جو پہلے اس سے بے خبر ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ مختصر تحریر جو ہنوز تشنہ ہے، ان لوگوں کے لئے فکر وعبرت کے کافی سامان مہیا کردے گی۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے امیر صدرالدین صاحب کا ایک بیان مرزائی ترجمان ''پیغام صلح'' مورخہ ۱۲/جون ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے اپنی اور پوری جماعت کے عقائد بیان کیے ہیں کہ:

''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بات پر محکم یقین رکھتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور جو شخص حضور کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے، اور جو شخص حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرے اس کو لعنتی کردانتی ہے۔'' اور آگے چل کر کہتے ہیں: ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان موجودہ دور کے مجدد ہیں۔''

(مرزائی پرچہ ''پیغام صلح'' شمارہ نمبر ۲۲، ۲۳، جلد ۵۶، مورخہ ۱۲/جون ۱۹۶۸ء)

اس بات سے قطع نظر کہ لاہوری مرزائیوں کے اصل عقائد کیا ہیں اور جناب صدر الدین صاحب کے اس بیان میں کس قدر واقعیت اور حقیقت ہے؟ ہم اس وقت صرف یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ اگر واقعی لاہوری مرزائیوں کے یہی عقائد ہیں جن کا اظہار اس لمبے چوڑے بیان میں کیا گیا ہے تو پھر ان کی مرزا غلام احمد سے نسبت کیا معنی رکھتی ہے؟ جب کہ ان کے مذکورہ قول کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا لعنتی ہے اور مرزا قادیانی ببانگ دہل اپنی نبوت کا اعلان کررہے ہیں، وہ اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھتے ہیں: ''اس امت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (حقیقۃ الوحی، ص ۳۹۱، مصنفہ مرزا غلام احمد)

ایک اور جگہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے رقمطراز ہیں: ''ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک ہے وہ جس نے مجھ کو پہچانا، میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح، ص ۵۶، مصنفہ مرزا قادیانی)

اور پھر ان سب سے بڑھ کر: ''پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں، کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اور جب کہ خود خدا نے یہ نام میرے رکھے ہیں، تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، مصنفہ مرزا قادیانی)

صدر الدین صاحب اور ان کی جماعت بغور سنیں کہ مرزا غلام احمد کیا کہہ رہے ہیں: ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۶۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں: ''خدا نے ہزارہا نشانوں میں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۸)

اور اپنی ایک دوسری کتاب میں اسی مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں: ”اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔“ (چشمہ معرفت، ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا غلام احمد)

کیا ان عبارات سے صدر الدین صاحب اور ان کی جماعت کو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ان کے بیان کے مطابق کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور اگر اب بھی انھیں مرزا کے دعویٰ کا علم نہ ہوا ہو تو وہ اپنے علم میں اضافہ کریں جسے مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے: ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“ (دافع البلاء، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور اسی وجہ سے اپنے آخری ایام میں مرزا غلام احمد نے لاہور کے اخبار عام کو ایک خط لکھا جس میں انھوں نے واشگاف الفاظ میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہیں، ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ”اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں۔“

(مرزا غلام احمد کا خط، مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار ”عام“ لاہور۔ منقول از قادیانی مذہب، ص ۱۸۲)

اور اپنے اخبار ”بدر“ میں بھی اس بات کا اظہار کیا ہے: ”میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں، پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنھیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔“

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ اخبار ”بدر“ قادیان، مورخہ ۱۹/ اپریل ۱۹۰۸ء)

ان واضح اور صاف دلائل کے ہوتے ہوئے لاہوری مرزائیوں کے امیر کا یہ کہنا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے اور حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنتی سمجھتے ہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر وہ واقعی صدق دل سے خاتم النبیین محمد اکرم ﷺ کو خدا کا آخری نبی اور آخری رسول سمجھتے

ہیں اور آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور اس کے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر ان کی مرزا غلام احمد کے بارے میں کیا رائے ہے؟ جب کہ ہم خود اس کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ نہ صرف مدعی نبوت ہے، بلکہ اس بات کا بھی دعویٰ رکھتا ہے کہ جس قدر نشانات اس کے نبوت کے اثبات کے لیے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر کسی اور نبی کے لیے ظاہر نہیں ہوئے، بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گیا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔'' (چشمہ معرفت، ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا غلام احمد) کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ان عبارات اور اپنے ان دعاوی کی بناء پر جناب صدرالدین صاحب کے بیان کے مطابق لعنتی قرار نہیں پاتے؟ اور اگر نہیں پاتے تو کیوں؟ جب کہ صدرالدین صاحب اپنے بیان میں بغیر کسی استثناء کے حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنتی گردان چکے ہیں؟

اور اگر مرزا قادیانی ملعون ٹھہرتے ہیں تو کیا ایک ملعون شخص مجدد ہوسکتا ہے؟ یا اسے مجدد مانا جاسکتا ہے؟ امید ہے کہ لاہوری مرزائیوں کے امیر یا ان کے اخبار کے مدیر اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے اس بارے میں اپنی پوزیشن کو صاف کریں گے۔

یہ الگ بات ہے کہ اندرون خانہ خود لاہوری مرزائی بھی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور صرف ربوہ والوں سے لڑائی اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر انھوں نے یہ لبادہ اوڑھ رکھا ہے، وگرنہ خود ''پیغام صلح'' میں مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور علیہ السلام کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، چنانچہ ''پیغام صلح'' کے اسی شمارہ میں ایک نظم چھپی ہے، جس پر لکھا ہوا ہے، ''از حضرت مسیح موعود۔ علیہ السلام۔''

اور مسیح موعود کے بارے میں خود مرزا غلام احمد کا یہ عقیدہ ہے کہ: ''مسیح موعود جو آنے والا ہے، اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔'' (ازالہ اوہام، ص ٦، ٧، مصنفہ مرزا غلام احمد)

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ۔

کیا مرزا نے مجددیت ومہدویت کا دعویٰ کیا تھا

"پیغام صلح" کے مدیر وخطیب کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ نبوت نہیں کیا، بلکہ مجددیت، ملہمیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا ہے، اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور اس پر تو مدئی سست اور گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے، کہ مدعی تو اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے اور گواہ خواہ مخواہ لوگوں کے سامنے لفظوں کے ہیر پھیر سے مدعی کی برات کے لیے تکلف وتکلیف میں مبتلا ہوا چاہتا ہے، حالانکہ خود لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد کو "مسیح موعود علیہ السلام" لکھتے اور کہتے ہیں اور مسیح کے بارے میں مرزائی قادیانی نے یہ تصریح کردی ہے کہ: "مسیح موعود نبی ہوگا اور ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا۔" (نزول المسیح، ص ۴۸)

اور "تتمہ حقیقۃ الوحی" میں آیت وما کنا معذ بین حتی نبعث رسولا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۶۵)

اور اس کے تین صفحے بعد رقمطراز ہیں: "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۶۸)

"میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تجلیات الٰہیہ، ص ۲۶)

لاہوری مرزائیوں کے خطیب توجہ فرمائیں کہ ان کے اور ان کے مقتداء کے الفاظ وعبارات میں کس قدر تضاد اور تناقض ہے کہ وہ مسیحت کو ملہمیت اور مجددیت کے معنوں میں لے کر اس سے نبوت کی نفی کرتے ہیں جس کے نام پر یہ کھیل کھیلا جاتا ہے وہ خود یوں کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں "نفخ فی الصور" جو فرمایا گیا ہے: "اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے، کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔" (چشمہ معرفت، ص ۷۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوئے نبوت اپنے اندر کوئی خفا اور اغماض نہیں رکھتا۔

❁❁❁

فہرست مضامین

ہماری چند اہم مطبوعات

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

IDARA DAWATUL ISLAM

MAU NATH BHANJAN-275101 (U.P.)

Rs.40.00